عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

اکتوبر ۲۰۰۰ء
رجب المرجّب ۱۴۲۱ھ

شمارہ ۷ ◇ جلد ۳۷/۴

ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر تیاری کیجئے

ملفوظات وارشادات حضرت جالندھریؒ

خطاب: حضرت مولانا محمّد یوسف لدھیانویؒ

جرمنی میں قادیانیوں کی شکست

تحفّظِ ناموسِ رسالت اور قادیانی

جج پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا

پشاور، راولپنڈی، بہاولپور، ڈیرہ غازیخاں میں ختمِ نبوّت کانفرنسوں کی رپورٹ

بانی ، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

صاحبزادہ طارق محمود

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

رانا محمد طفیل جاوید

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 7 جلد نمبر 37/4

قیمت فی شمارہ ———— ۱۰

سالانہ ———— ۱۰۰

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا مفتی جمیل خاں
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد
مولانا محمد طیب فاروقی

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد
حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا احمد بخش
مولانا غلام حسین
چوہدری محمد اقبال
مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان ، پاکستان

ناشر ، صاحبزادہ طارق محمود ، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت ، جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کیجئے	اداریہ	3
جرمنی میں قادیانیوں کی شکست	ادارہ	6
حاجی خلیل احمد لدھیانوی مرحوم	ادارہ	8
ملفوظات وارشادات حضرت جالندھریؒ	سید شمشاد حسین	10
حضرت امام جعفر صادقؒ	مولانا محمد خیر اللہ	17
خطاب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	ساجد اعوان	20
جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا	محمد طاہر رزاق	38
تحفظ ناموس رسالت اور قادیانی	مولانا بشیر احمد قاسمی	42
آغا شورش کاشمیریؒ	صابر غفور علوی	46
ختم نبوت ایک عظیم تحریک	مولانا محمد طیب فاروقی	52
یورپ میں ختم نبوت کانفرنسیں	قاری محمد یوسف	55
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	57
مسافران آخرت	ادارہ	63
دینی معلومات	مولانا محمد طیب فاروقی	64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

تیاری کیجئے!!!

امسال 19 ویں دوروزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس 12/13 اکتوبر 2000ء بروز جمعرات جمعہ کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں منعقد ہو رہی ہے۔ حسب سابق مخدوم المشائخ پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ کی زیر صدارت ہونے والی کانفرنس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء و مشائخ کے علاوہ سیاسی و دینی جماعتوں کے قائدین' دانشور اور وکلاء خطاب فرمائیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مبلغین اور معاونین حضرات کی مشاورتی میٹنگ میں انتظامات کو آخری شکل دی جائے گی۔ اشتہارات کی ترسیل' دعوت ناموں کا اجرا' جماعتی رفقاء' احباب سے رابطہ مہم جاری ہے۔ اس سال کانفرنس کے شرکاء کے لئے قیام و طعام اور دیگر سہولیات کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔

ختم نبوت دین کا بنیادی و اساسی عقیدہ ہے جس پر دین کی عمارت استوار ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد ان کے خود ساختہ مذہب کے خلاف ہر سطح پر علمائے کرام نے جہاد شروع کیا۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانی فتنہ کے محاسبہ کی تحریک کے لئے بطور خاص سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا انتخاب کیا۔ شیرانوالہ گیٹ لاہور کے عظیم الشان اجتماع میں پانچ صد علمائے شاہ جیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں امیر شریعت کا لقب دیا۔ استاد ہونے کے باوجود مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگرد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی صلاحیتوں' ان کے جذبہ اور اخلاص کی بنیاد پر انہیں منتخب کیا تھا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احرار کی سطح پر قادیانیت کا محاصرہ کیا۔ تقسیم کے بعد شاہ جیؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی اور خالصتاً دینی بنیادوں

پر قادیانی فتنہ کا احتساب جاری رکھا۔1974ء میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلائی گئی جس کے نتیجہ میں 7 ستمبر 1974ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔1984ء میں قادیانیوں کو ان کی مذہبی تبلیغ سے روکنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل و کرم فرمایا۔ قادیانیت ہر محاذ پر چت ہو کر رہ گئی۔ خاص طور پر عدل و انصاف کے ایوانوں میں قادیانیت کی ایسی رسوائی ہوئی نہ خدا پناہ لوئر کورٹس سے لے کر سپریم کورٹ تک مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و فریب' مکاری و عیاری' کذب و افتراء' کفر و الحاد پر مہر تصدیق ثبت ہوئی۔ حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی بجائے قادیانی جماعت کے سربراہ نے اپنی اقلیت کو بے یار و مددگار چھوڑ کر بیرون ملک فرار ہونے میں عافیت سمجھی۔ گذشتہ پندرہ برس سے قادیانی جماعت کے بھگوڑے قائد نے نشریاتی اداروں کے ذریعے خود ساختہ بلند بانگ دعووں کے انبار لگا دیئے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانی فتنہ کے تعاقب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے تعاقب میں مجلس نے برطانیہ میں اپنا دفتر قائم کیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے محدود وسائل کے باوجود اندرون و بیرون ملک قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد جاری ہے۔ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں' مبلغین اور متعلقین کی اخلاص بھری کوششوں کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر میں گذشتہ اٹھارہ برس سے ختم نبوت کا پرچم سربلند ہے اور اس کفر زار کی فضائیں تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی ہیں۔ ربوہ شہر کا نیا نام "چناب نگر" سرکاری طور پر رکھے جانے سے قادیانیوں کو ایک ضرب یقیناً اور لگتی ہے۔ قادیانیوں نے ذہنی طور پر اس نام کو قبول نہیں کیا۔ قادیانی جماعت کا آرگن "الفضل" اب تک چناب نگر لکھنے سے گریز کر رہا ہے۔ یہ قانون شکنی "الفضل" کو مہنگی پڑے گی۔

امسال 19 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ایک نئے جوش اور جذبے سے منعقد ہو رہی ہے۔ 12 اکتوبر کی تبدیلی کے بعد جنرل پرویز مشرف نے عنان حکومت سنبھالی تو قادیانی جماعت نے جنرل صاحب کے بارے میں قادیانی ہونے کے گلچھرّے اڑائے۔ انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ قدرت نے پردہ غائب سے دستگیری فرمائی۔ آئین میں اسلامی دفعات بشمول عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے متعلق واضح حکومتی اعلان نے ایک بار پھر قادیانی ذریت کو ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں پھینک ڈالا۔ عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی رکھنے والوں کی حوصلہ افزائی قدرت کا انعام ہے۔ ان حالات میں شرکائے کانفرنس

کو یقیناً نیا جوش و جذبہ میسر آئے گا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کو اتحاد بین المسلمین کی داعی اور علمبردار ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

مجلس کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اسی کے پلیٹ فارم پر مختلف مکاتب فکر کے علماء' زعما اور قائدین کانفرنس کو رونق بخشتے ہیں۔ باہمی اتحاد و اتفاق اور مہر و محبت کے روح پرور نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اسلام دشمن قوتوں کے باہمی روابط و تعلقات کے پیش نظر ضروری ہے کہ اتحاد بین المسلمین کے جذبہ کو فروغ دیا جائے اور تمام فروعی اختلافات کو فراموش کر کے اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں' فحاشی و عریانی' بے راہ روی کے سیلاب کو روکا جائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 19 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کو کامیاب بنانا ہر مسلمان کا فرض ہے:

(1)............ عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی رکھنے والے حضرات مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفاتر اور مبلغین سے رابطہ رکھیں اور کانفرنس کے اشتہارات' سٹیکر انہی سے حاصل کریں۔

(2)............ اشتہارات علاقے کی مساجد' تعلیمی اداروں اور اہم جگہوں پر چسپاں کریں۔

(3)............ اپنے اپنے شہر علاقے میں کانفرنس کی مشہوری کے لئے کپڑے کے بینر تیار کر کے اہم چوکوں میں لگوائے جائیں۔

(4)............ کانفرنس میں شرکت کے لئے ہم ذہن لوگوں کو تیار کریں۔ کوشش کریں کہ قافلہ کی صورت میں کانفرنس میں شرکت کریں۔ یہ قافلہ بس' کوچ' ویگن وغیرہ کی صورت میں ممکن ہے۔

(5)............ اپنے شہر اور علاقے کی اہم مساجد' دینی درس گاہوں میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں کانفرنس سے متعلق اعلانات کروانے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(6)............ مسلم کالونی چناب نگر پہنچ کر دفتر استقبالیہ سے رابطہ قائم کریں اور جملہ معلومات حاصل کریں۔

(7)............ قیام اور طعام سے متعلق حاصل شدہ معلومات کے مطابق عمل کریں۔

(8)............ کانفرنس کی چھولداریوں میں اپنا خیمہ مخصوص کریں۔ پنڈال اور ملحقہ جگہوں پر

مشکوک افراد پر کڑی نظر رکھیں۔ ایسی صورت میں فوری طور پر منتظمین کو آگاہ کیجئے۔

(9)............ سکیورٹی عملہ سے تعاون کریں۔ اسلحہ یا ممنوعہ اشیاء کانفرنس میں ہرگز نہ لے کر آئیں۔

(10)............ میڈیکل سہولتیں انشاء اللہ موجود ہوں گی۔ بیماری یا تکلیف کی صورت میں فوراً ڈسپنسری میں متعلقہ ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

(11)............ گمشدہ چیز ملنے کی صورت میں منتظمین کو فوراً آگاہ کریں۔ اسٹیج سے اعلان آنے پر اپنی گمشدہ چیز حاصل کریں۔

(12)............ کانفرنس میں نظم و نسق کا خیال رکھیں۔ کسی موقع پر بدنظمی نہ خود پھیلائیں نہ پھیلانے دیں۔

(13)............ چناب نگر چونکہ قادیانیوں کا شہر ہے۔ بعض نوجوان کسی کے کہنے پر یا از خود شہر دیکھنے نکل جاتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کریں۔ کیونکہ قادیانی کوئی سی شرارت کر کے کانفرنس کو ناکام بنانے کی سازش پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

(14)............ کانفرنس کے منتظمین اور استقبالیہ کمیٹی کے ممبران سے تعاون کریں۔ پنڈال سے اشتعال انگیز نعرے نہ لگائیں۔ نعرے اسٹیج سے ہی لگائے جاتے ہیں۔

جرمنی میں قادیانیوں کی شکست

جرمنی کے شہر کولون میں پھولوں کا کاروبار کرنے والے نومسلم محمد مالک کو دھوکے سے قادیانی بنانے کا معاملہ طشت ازبام ہونے پر قادیانی جماعت کے ذمہ داروں نے دعویٰ کردیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں گے۔ اس پر جرمنی میں قادیانیوں کے مربی ڈاکٹر جلال شمس کا مسلمان علماء مولانا منظور احمد الحسینی اور مولانا مشتاق الرحمن کے ساتھ چار گھنٹے پر محیط مناظرہ ہوا۔ جس میں قادیانی اپنے موقف کی سچائی ثابت نہ کر سکے۔ لہذا محمد مالک نے قادیانیت کو ترک کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

واضح رہے کہ قادیانیوں نے محمد مالک کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا تھا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی

نہیں بلکہ امام مہدی مانتے ہیں۔ لیکن بعد ازاں جب اسے اصل حقیقت معلوم ہوئی تو قادیانیوں نے کہا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔

جھوٹ فریب اور دھوکہ دہی کے ذریعے مالی اور دنیاوی منفعت حاصل کرنے کے واقعات تو ہم آئے روز سنتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن جھوٹ اور دھوکہ دہی کے ذریعے عقیدے تبدیل کروانے کا شرمناک دھندہ صرف اور صرف قادیانیوں سے مخصوص ہے جبکہ دنیا کا کوئی بھی مذہب اور عقیدہ اپنے ایمانیاتی اور اخلاقیاتی ڈھانچے کی بنیاد جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی پر ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ لہذا جرمنی کے مناظرے میں قادیانیوں کا جھوٹ اور دھوکہ بے نقاب ہونے سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قادیانیت کو کسی بھی طرح سے اعلیٰ وارفع ایمانی واخلاقی اصولوں پر مبنی عقیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی قادیانی فتنہ کسی بھی اعتبار سے عقیدے کی تعریف پر پورا ہی نہیں اترتا۔

جبکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ انگریز نے برصغیر میں تحریک آزادی کا راستہ روکنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اس فتنے کا بیج بویا تھا اور آج بھی اس فتنے کی سرپرستی اور پشت پناہی کرنے والی طاقتیں مسلمانوں کو تقسیم کرنے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں تاکہ وہ اعلیٰ ترین ایمانیاتی واخلاقیاتی ضابطہ حیات کے حامل اس حقیقی اسلام کی روح سے استفادہ کرنے کے قابل نہ ہوسکیں جو اپنی متحرک اور فعال فطرت کے اعتبار سے تمام مذاہب کے مقابلے میں سب سے زیادہ ترقی پسندانہ اور روشن خیال ہے اور جو نظام زر کو شرف انسانی کی توہین قرار دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کل برطانیہ قادیانی فتنے کی سرپرستی کررہا تھا تو آج نظام زر کا سب سے بڑا محافظ امریکہ اس فتنے کو اپنے غیر انسانی نظام کی بقاء کے لئے استعمال کررہا ہے۔ اسی لئے نظام زر اور فتنہ قادیانیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ دونوں اپنے مشترکہ اہداف کو حاصل کرنے کے لئے جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں۔ لہذا کسی بھی سچے الہیاتی عقیدے میں جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کی کوئی گنجائش موجود ہوسکتی ہے نہ نظام زر اور فتنہ قادیانیت کی کوئی جگہ۔

اندریں حالات ہم پاکستان سمیت پورے عالم اسلام کے علماء اور دانشوروں سے توقع کریں گے کہ وہ اس فتنے کو اسلام اور عالم اسلام کے خلاف بین الاقوامی سامراجی سازش کے تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ علاوہ ازیں ہم کم وبیش دو سال سے اس عمل کی نشاندہی کررہے ہیں کہ بعض قادیانی

تقسیم کشمیر کے سامراجی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔لہذا ان کی سرگرمیوں اور سازشوں پر بھی کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

آہ! حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ

حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ بھی چل بسے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حاجی صاحبؒ ادارہ پیغام حج ڈگلس پورہ فیصل آباد کے بانی تھے۔ حاجیوں کی خدمت اور رہنمائی زندگی بھر کا مشن رہا۔ حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ ایسے خوش نصیب تھے کہ انہیں 55 دفعہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ حاجی صاحب دینی حلقوں میں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔دینی حلقے بلاشبہ ایک ایسے مخلص، ہمدرد اور بہادر دینی کارکن سے محروم ہوگئے ہیں جن کی توانائیاں اور جذبات دین کی سربلندی اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے وقف تھیں۔

حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ مرنج مرنجاں طبیعت کے انسان تھے۔ مرحوم اپنی یادوں اور باتوں کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں جن کی بنا پر انہیں بھلایا نہ جائے گا۔ بذلہ سنجی، حاضر دماغی، لطیفہ گوئی میں ان کا جواب نہ تھا۔ سینکڑوں اردو پنجابی اشعار انہیں زبانی یاد تھے۔ حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ جس محفل میں ہوتے ظرافت و لطافت کا ایسا سماں باندھ دیتے کہ محفل کشت زعفران بنی رہتی۔ مختلف خطباکی تقاریر حاجی صاحب کو ازبر تھیں۔ ترنم اور بلاترنم دونوں طرح سے انہیں خطیبوں کی نقلیں میں کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ حاجی صاحب خود عالم یا خطیب نہ تھے لیکن وہ علماء علم اور خطیبوں کی خطابت کے خوشہ چیں تھے۔

حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ نے دینی گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ علمائے لدھیانہ سے ان کا ابتدائی تعلق تھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے گرویدہ تھے۔ انہیں دیکھا سنا تو انہی کے ہو کر رہ گئے۔ مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دوسرے اکابرین سے گہرے مراسم اور نیازمندانہ تعلقات تھے۔ ان بزرگوں کو دل و جان سے چاہتے اور ان کا بے حد احترام کرتے۔

حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ نے دینی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خاص طور پر ختم نبوت کی تحریکوں میں پیش پیش رہے اور دامے درمے سخنے قدمے مالی معاونت بھی کرتے رہے۔ 1977ء کی

تحریک نظام مصطفیٰ میں ''بم قیدی'' کے نام سے شہرت پائی۔ گرفتار ہوئے پولیس کے ظلم وستم کے باوجود استقامت اور پامردی کا مظاہرہ کیا۔ علماء مشائخ سے مرتے دم تک رابطہ رکھا۔ خاص طور پر حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی بے حد تکریم کرتے اور گاہے بگاہے خانقاہ سراجیہ حاضری دے کر عقیدت کا عملی ثبوت دیتے۔

حاجی خلیل احمد لدھیانویؒ کی زندگی عروج وزوال سے عبارت تھی۔ دونوں حالات میں عبادت اور سخاوت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ آخری وقت تک وضع داری قائم رکھی۔ علماء کی خدمت اور مہمان نوازی میں کبھی بخل نہ کرتے۔ کچھ مدت سے علیل تھے اور صاحب فراش تھے۔ آخری ملاقات میں راقم الوداع ہونے لگا تو حاجی صاحب نے کہا اب تو ایک ہی آرزو ہے کہ خدا تعالیٰ خاتمہ ایمان پر کردے۔ ان کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد مہتمم جامعہ امدادیہ نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی بخشش فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین!

مولانا عبیداللہ حامی انتقال فرماگئے!!

جلہ جیم تحصیل میلسی کے جید عالم دین مولانا عبیداللہ حامی مہتمم جامعہ عبیدیہ تجوید القرآن اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مولانا موصوف ایک متبحر اور جید عالم تھے۔ مولانا نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس وعظ ونصیحت اور اشاعت وترویج دین کے لئے وقف کررکھی تھی۔ جلہ جیم تحصیل میلسی میں مدرسہ تجوید القرآن کے نام پر دینی درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ شب وروز اس کی ترقی اور بہبود کے لئے کوشاں رہے۔ ان کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ یہ مدرسہ علاقہ کا قابل اعتماد ادارہ بن گیا۔

ادارہ لولاک مولانا عبیداللہ حامی مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کے جذبہ خلوص وایثار اور بے لوث دینی خدمات کو شرف قبولیت فرمائے۔ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور ان کے قائم کردہ جامعہ عبیدیہ تجوید القرآن کو جس کو انہوں نے اپنے خون جگر سے سینچا ہے عامتہ الناس کے علمی فیض کے لئے تاقیامت قائم ودائم رکھے۔ ان کے ورثاء اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

☆......☆......☆

ملفوظات وارشادات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ترتیب: سید شمشاد حسین شاہ

18------- فرمایا بے شک مغلیہ خاندان کے چند بادشاہوں کے دور میں اسلام کا وہ تشخص برقرار نہ رہا تھا مگر پھر بھی علماء کے اپنے حلقے تھے۔ دروس کا ایک عظیم سلسلہ تھا۔ مدرسوں اور خانقاہوں کے اوقاف موجود تھے اور علماء کرام بے فکری کے ساتھ دین کی خدمت کر رہے تھے۔

مگر انگریز کے آنے سے حالات بالکل بدل گئے۔ انگریز نے ایک ایک دن میں ہزاروں علماء کو پھانسی چڑھادیا۔ مدارس اور خانقاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے ایک قیامت تھی جو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی۔ حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ انگریز نے باقاعدہ ایک ٹیم مرتب کی جس میں انگریزوں کے بڑے پادری اور مفکر موجود تھے۔ اس وفد نے پورے ملک کا دورہ کیا اور یہ رپورٹ دی:

(1)........... چونکہ انگریز نے مسلمانوں سے حکومت چھینی ہے اس لئے قدرتی طور پر مسلمان ہی اس کے بڑے مخالف ہیں۔ لہٰذا اگر کبھی بھی حکومت کو خطرہ ہوا تو وہ مسلمانوں سے ہوگا۔

(2)........... علماء اسلام میں جذبہ جہاد موجود ہے اور لوگوں پر علماء کا ایک خاص اثر ہے۔ اس لئے علماء کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ان کا وقار کم کیا جائے۔

(3)........... قرآن پاک مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ ان کو بہت عقیدت ہے۔ کسی طرح قرآن کا یہ سلسلہ ختم کیا جائے۔

(4)........... مسلمانوں کے دلوں میں اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے پیغمبر ﷺ کے فرمان پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر انہی میں سے کسی کے خلاف فتویٰ دے تو اس طریقہ سے مسلمان اپنے نبی کی بات کو مانیں گے اور

ان کا جذبہ جہاد ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ حکومت اعلیٰ سطح پر نئے نبی کو تحفظ دے اور اس کے ماننے والوں کی حوصلہ افزائی کرے۔ انہیں گورنمنٹ میں ملازمت کے لئے آسانیاں دے کر ایک کشش پیدا کی جائے۔ اس طرح لوگ جوق در جوق اس کے مذہب میں شامل ہوں گے اور مسلمانوں کا یہ اتحاد ختم ہو جائے گا۔

(5)......... مسلمانوں میں ایسے کاریگر اور معمار موجود ہیں جن کی موجودگی میں ہمارے کارخانوں اور صنعتوں کا مال کھپنا مشکل ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان کاریگروں اور دیسی صنعت کاروں کو دل برداشتہ کیا جائے اور ذہنی و جسمانی طور پر انہیں اتنی اذیتیں دی جائیں کہ یہ اپنی موت آپ مر جائیں۔

چنانچہ انگریز نے اس رپورٹ پر پورا عمل کیا اور ان دونوں طبقوں یعنی علماء اور کاریگروں کو ختم کرنے کی پوری سازش کی گئی۔ معاشی' اقتصادی اور اخلاقی سطح پر ان دونوں طبقوں کو مفلوج کرنے کی ہر کوشش کی گئی۔ حتیٰ کہ لطیفے بنائے گئے جن میں ان کا مذاق اڑایا گیا۔ فرمایا کہ ڈھاکہ کی ململ اس قدر نفیس اور اعلیٰ ہوا کرتی تھی کہ جس کا پورا تھان ماچس کی ڈبیہ میں بند ہو جاتا تھا اور پورے تھان کو انگوٹھی میں سے گزارا جا سکتا تھا مگر اس بے چارے کاریگر کو جولاہا اور بے وقوف کہا گیا اور قسم قسم کے بے وقوفی کے واقعات اس سے منسوب کئے گئے۔

اس طرح علماء جن کا مسلمانوں کے دلوں میں ایک خاص مقام تھا انہیں پیٹو اور حلوہ خور اور نہ جانے کیا کیا القابات دیئے گئے یوں یہ سب کچھ غیر محسوس طریقہ سے ایک فضا بنائی گئی۔ اس موقع پر مولانا نے فن تعمیر کے ایک دو واقعات بھی سنائے۔ فرمایا کہ شاہی محل دہلی میں ایک حوض تھا جس میں ایک بتی روشن تھی جس کی وجہ سے سردیوں میں پانی گرم رہتا تھا اور گرمیوں میں ٹھنڈا رہتا تھا۔ انگریز نے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اسے کھول کر دیکھنا چاہا مگر بعد میں اسے ترتیب نہ دے سکا اور وہ خاصیت جاتی رہی۔ اس طرح دوسری مثال یہ سنائی کہ شاہی مسجد دہلی کے تعمیر ہونے کے دو تین سو سال بعد یعنی انگریز کے زمانہ میں مسجد کے محراب پر جو سل دیوار میں فٹ تھی جس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ صدیاں گزرنے کی وجہ سے وہ سل پرانی ہو گئی تھی اور اس پر دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ نمازیوں نے سوچا کہ یہ سل تبدیل کرائی جائے۔ چنانچہ اس وقت کے پرانے کاریگروں اور معماروں کو وہ سل دکھلائی گئی اور تبدیل کرنے کو کہا گیا مگر سب کاریگروں نے ایک ہی بات کہی کہ سل کو بدلنا تو کچھ مشکل نہیں اسے توڑ کر

ہم باہر نکال لیں گے اور نئی سل تیار کر کے اندر فٹ کر دیں گے مگر نئی سل اندر رکھتے وقت یہ جو کنگریاں بنائی ہوئی ہیں انہیں توڑنا پڑے گا اور سل اندر رکھنے کے بعد جب دوبارہ یہ کنگریاں بنائی جائیں گی تو اس طرح کی کنگریاں بننی مشکل ہوں گی اور ویسے بھی دور سے جوڑ معلوم ہوا کرے گا اس پر کافی غور کیا گیا۔ مگر طے ہوا کہ سل کا تبدیل کرنا تو ضروری ہے کیونکہ یہ اب بدزیب لگنے لگی ہے۔ چنانچہ کاریگروں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے ہم اندر کی سل کو توڑ کر نکالیں گے اور کنگریاں بعد میں توڑیں گے جب نئی سل اندر رکھنے لگیں گے تو اس کے مطابق جتنی کنگریاں توڑنا ضروری ہوئیں صرف وہی کنگریاں توڑی جائیں گی۔ چنانچہ سل کو توڑ کر باہر نکالا گیا مگر کاریگروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پرانی سل کو باہر نکالتے ہی اوپر دیوار میں سے خود بخود ایک نئی سل دھڑام سے نیچے گر کر اسی جگہ پر فٹ ہوگئی اور یوں کنگریاں توڑنے کا مسئلہ ہی پیش نہ آیا۔ اس کا مطلب ہے اس وقت کے معماروں نے دیوار تعمیر کرتے وقت اوپر نیچے کئی سلیں پہلے سے فٹ کر رکھی تھیں کہ جونہی ایک سل پرانی ہو یا خراب ہو اور اسے باہر نکالا جائے تو دوسری سل اس کی جگہ خود بخود فٹ ہو جائے۔ فرمایا کہ یہ تو ایک دو مثالیں ہیں ورنہ مغلیہ دور کی پرشکوہ عمارت اور ان کے عجوبات اپنی مثال آپ ہیں۔ مگر افسوس کہ انگریز نے وہ طبقہ ہی ختم کر دیا۔ اب میں رپورٹ کے باقی حصوں کی طرف آتا ہوں۔

فرمایا کہ قرآن پاک کے ہزاروں نسخے خرید کر دریا کے سپرد کیے گئے تاکہ نہ کتاب رہے گی اور نہ یہ جذبہ رہے گا مگر اس میں اس کو ناکامی نصیب ہوئی اور جب انگریز نے دیکھا کہ قرآن پاک تو مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ اس لئے اس نے جلد ہی یہ حرکت چھوڑ دی اور اس کے لئے اس نے یہ تجویز کیا کہ انگریزی سکولوں کا ایک جال پورے ملک میں پھیلا دیا جائے اور ملازمت کے دروازے صرف ان لوگوں کے لئے کھولے جائیں جو انگریزی سکولوں سے پڑھے ہوئے ہوں۔ اس طرح جب معاشی طور پر لوگ اس طرف فائدہ دیکھیں گے تو وہ اپنے بچوں کو دینی مدارس کی بجائے انگلش سکولوں میں بھیجیں گے۔ چنانچہ انگریز کی یہ سکیم کافی حد تک کامیاب رہی اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں اسے ایک ایجنٹ بھی مل گیا جس نے پروگرام کے مطابق نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں تحریر کیں۔ یوں اپنے طور پر انگریز نے وہ حربہ استعمال کیا جس سے اس کی حکومت مضبوط ہو اور مخالف قوتیں ہمیشہ کے لئے دب کر رہ جائیں۔

19------ فرمایا کہ انگریز کے ظلم ناانصافی اور تعصب کا آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ ایک فارغ التحصیل عالم کو تو ووٹ کا حق نہ دیا جبکہ پرائمری سکول سے پڑھا ہوا ووٹ ڈال سکتا تھا۔ یعنی ان کے ہاں وہ شخص ان پڑھ شمار ہوتا تھا جو ان کے نظام کے تحت گورنمنٹ کے سکول سے پڑھا ہوا نہ ہو چاہے دوسرا شخص فارغ دیوبند ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی ہر طریقہ سے علماء کی تذلیل کی گئی۔

مگر قربان جایئے ان سخت جان اکابرین کے کہ جنہوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا لیکن دین کا دامن نہ چھوڑا اور مسجد کی صفوں پر بیٹھ کر قرآن وحدیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

دوسرے ملکوں میں جہاں جہاں انقلاب آیا ہے وہاں کی پوری پوری بستیاں دین سے بے بہرہ ہوگئیں مگر یہ شرف صرف برصغیر کے علماء کو حاصل ہے کہ انہوں نے ہر سختی کے باوجود کلمہ حق کو سینہ سے لگا کر رکھا۔ تلوار کی نوک اور پھانسی کے پھندے بھی ان حضرات کے قدموں کو نہ ڈگمگا سکے۔ فرمایا کہ کتنی مشکلات کے ساتھ تعلیم حاصل کی جاتی تھی اس کا اندازہ آپ کو اپنی مثال سے دیتا ہوں۔

20------ فرمایا کہ میرے والد ماجد مجھے میرے استاد کے پاس لے گئے اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد علی مولوی بن جائے۔ میں چھوٹا سا زمیندار بھی ہوں اور گذر اوقات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہو رہی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ محمد علی گھر سے آٹا اور گھی لے آیا کرے گا تاکہ اس کا کھانے پینے کا بوجھ آپ لوگوں پر نہ ہو۔ استاد جی! نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ تم زمیندار ہو اور تمہارا بیٹا تو گھر سے لے آئے گا مگر یہ دوسرے درویش جو گھر سے کچھ نہیں لا سکتے ان کا کیا ہوگا تمہارے بیٹے کی طرف دیکھ کر ان کو رشک آئے گا اور ان کا یہ جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ اس لئے اگر بیٹے کو مولوی بنانا چاہتے ہو تو توکل پر ہمارے حوالے کر دو۔ جیسی روکھی سوکھی دوسرے کھائیں گے اسے بھی اسی پر گزارہ کرنا ہوگا۔ چونکہ والد صاحب کو مجھے پڑھانا تھا اس لئے خاموش ہو گئے اور کہا اچھا جیسے آپ کی مرضی۔ اس وقت کا مدرسہ کا طریقہ یہ تھا کہ صبح شام ہم لوگ لوگوں کے گھروں پر جا کر روٹیاں مانگ لایا کرتے تھے اور پھر سب مل کر مدرسہ میں بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔

فرمایا کہ ہوتا یہ تھا کہ ہم لوگ جا کر جب کسی گھر پر دستک دیتے تو اندر سے آواز آتی ”کون اے وے“ یعنی تم کون ہو۔ ہم کہتے درویش ہیں۔ وہ کہتی ابھی تو ہم نے آٹا بھی نہیں گوندھا ابھی سے آگئے۔ اور کبھی یہ ہوتا کہ ہم دستک دیتے تو اندر سے جواب ملتا۔ اب آئے ہو ہم تو کھا بھی چکے۔ اور ہم خاموشی سے

واپس آجاتے۔

21------ فرمایا ایک بار استاد جی نے میری ڈیوٹی قریب کے گاؤں میں لگادی کہ آج تم اس گاؤں سے روٹی لاؤ گے۔ وہ گاؤں تقریباً مدرسہ سے دو میل کے قریب ہوگا۔ چنانچہ صبح کا سبق پڑھ کر میں اس گاؤں میں گیا اور پورے گاؤں کا چکر لگایا مگر کسی نے بھی مجھے روٹی نہ دی۔ صرف ایک گھر سے آدھی روٹی اور ساگ ملا۔ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی دل چاہتا تھا کہ جو ملا ہے اسے یہیں بیٹھ کر کھالوں مگر استاد جی کا حکم تھا جو کچھ ملے اسے مدرسے میں لے کر آنا ہے۔ چنانچہ میں جلدی جلدی مدرسہ کی طرف بڑھا دل میں سوچتا تھا کہ کچھ یہ کچھ اور بھی طالب علم لائے ہوں گے یوں مل جل کر گزارہ ہو جائیگا مگر چونکہ مجھے پورے گاؤں کا چکر لگانا پڑا تھا اور ہر گھر پر دستک دینی پڑی تھی اس لئے ظہر کا وقت ہو گیا تھا اور جب میں مدرسہ میں پہنچا استاد جی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ محمد علی آج تو تو بہت لیٹ ہو گیا ہم نے تیرا انتظار کیا مگر جب تو نہ آیا تو ہم نے اپنا کھانا کھالیا اب تو جو کچھ لے کر آیا ہے اسے بیٹھ کر کھالے۔ چنانچہ میں نے وہیں استاد جی سے تھوڑی دور وضو کی جگہ پر بیٹھ کر ہاتھ دھوئے اور روٹی کا وہ ٹکڑا جس پر ساگ تھا ہاتھ میں لے کر کھانے لگا۔ ابھی ایک ہی لقمہ منہ میں ڈالا تو کوا آیا اور باقی ٹکڑا وہ چھین کر لے گیا۔ استاد جی نے میری طرف دیکھا میں رونے لگا۔ فرمایا اتنی مشکلوں سے تو میں نے پڑھا ہے میرے استاد نے اور ہمارے اکابرین نے جن مشکلات سے پڑھا ہوگا آپ خود اندازہ لگالیں۔ فرمایا کہ بعض اوقات روٹیاں کچھ زیادہ مل جاتیں تو ہم سکھا لیتے اور جب نہ ملتیں تو پھر ان سوکھی ہوئی روٹیوں کو پانی میں بھگوتے اور ان بھیگی ہوئی روٹیوں کو کھینچتے تو ان کی تاریں نکلتیں ہم طالب علم آپس میں ان تاروں کا مقابلہ کرتے کہ تیری تار لمبی یا میری تار لمبی اور ایسی خمیری روٹیوں کو کھا کر ہم سو جاتے۔

تو انگریز نے ہمیں یوں در در کا بھکاری بنادیا تھا۔ مگر پھر بھی دین کا شوق رکھنے والے اپنے بچوں کو علم دین پڑھاتے۔ فرمایا بڑے لوگ تو اپنے بچوں کو انگریزی سکولوں میں بھیجتے ہیں مگر غریب یا یتیم مسکین بچے یا لنگڑے لولے 'اندھے' بہرے بچے مولوی بننے آتے۔ فرمایا ایک مثال دے کے سمجھاتا ہوں۔

22------ محلہ کا دکاندار جب پرچون کی دوکان میں جھاڑو دیتا ہے اور کچرا باہر پھینکتا ہے تو محلہ کے بچے اس کچرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ اس کچرے میں سے کشمش کے دانے 'مرونڈے کے ٹکڑے یا کوئی بادام' ریوڑی چننے لگتے ہیں۔ فرمایا قوم نے مولوی کو کچرا دیا تھا مگر داد دینی چاہئے اس مولوی کو کہ اس

نے اس کچرے میں سے دانے چنے اور کسی کو قاسم نانوتویؒ بنایا، کسی کو رشید احمد گنگوہیؒ بنایا، کسی کو اشرف علی تھانویؒ، کسی کو حسین احمد مدنیؒ، کسی کو انور شاہ کشمیریؒ، کسی کو مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور کسی کو عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بنایا۔ یوں علماء امت نے پورے ملک کے ہر شہر گاؤں اور قصبات میں مدارس کا ایک جال بچھا دیا اور انگریز کی وہ کوشش ناکام بنادی جس کے تحت وہ قرآن وحدیث کی تعلیم کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح مسئلہ ختم نبوت پر پوری قوم متحد ہوگئی اور ہر طبقہ کے علماء میدان میں نکل آئے اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ سید پیر مہر علی شاہؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جھوٹے کو جھوٹے کے گھر تک پہنچا کر چھوڑا اور قادیان میں اس کے گھر پہنچ کر دعوت مباہلہ اور دعوت مناظرہ دی مگر وہ جھوٹا نہ مباہلہ کے لئے آیا اور نہ مناظرہ کے لئے۔ اسی طرح پادریوں نے جب مسلمانوں کو مناظرہ کے لئے بلایا تو علماء حق نے اس میدان میں بھی فتح کے جھنڈے گاڑے۔

23------فرمایا ایک پادری شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے یہاں آیا اور بڑے معصوم انداز میں سوال کیا کہ شاہ جی میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ ایک شخص جنگل میں سفر کر رہا ہے اور وہ راستہ بھول جاتا ہے۔ وہ ادھر ادھر کسی رہبر کو تلاش کرتا ہے۔ اسے ایک درخت کے نیچے دو شخص نظر آتے ہیں وہ درخت کی طرف لپکتا ہے تو دیکھتا ہے کہ درخت کے نیچے ایک شخص سویا ہوا ہے اور ایک جاگ رہا ہے۔ اب یہ بھٹکا ہوا انسان اس سوئے ہوئے سے راستہ پوچھے یا جاگنے والے سے۔

حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ جو جاگ رہا ہے اصل میں وہ بھی راستہ معلوم کرنے کے لئے اس سونے والے کے جاگنے کا انتظار کر رہا ہے۔ اس لئے یہ بھٹکا ہوا انسان بھی اس جاگنے والے کے پاس بیٹھ جائے اور سونے والا جب اٹھے تو اس سے راستہ پوچھ کر اپنی منزل کی طرف بڑھے۔ یوں شاہ جیؒ نے اس پادری کو لاجواب کر دیا۔

24------اسی طرح ایک پادری نے دہلی میں آکر مناظرہ کی عام دعوت دیدی تو جو بھی عالم مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے مناظرہ کرے۔ اس پر مسلمان شاہ عبدالقادرؒ یا مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ کے ہاں پہنچے اور پادری کے اعلان کا ذکر کیا اور پادری سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ شاہ جیؒ نے اس کا چیلنج قبول کیا اور مناظرہ کی تاریخ طے ہوگئی۔

شاہ جیؒ نے ان پورے اشکالات کے جوابات تلاش کیے جو پادری اسلام پر کر سکتا تھا۔ کتابوں میں

چٹیں لگادی گئیں تاکہ اعتراض ہونے پر وہ صفحہ کھول کر جواب دیا جائے۔ اس مناظرہ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی۔ اس لئے مناظرہ کے موقع پر دہلی کے چوک میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی دور دور تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود تھا۔

پادری وقت مقررہ پر آیا اور کھڑے ہوکر کہا کہ بھائیو! میں عیسائی ہوں اور میرے پاس میری مذہبی کتاب انجیل موجود ہے۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ کے پاس ان کی مذہبی کتاب قرآن پاک موجود ہے۔ میں آپ سب کے سامنے آگ روشن کروں گا اور اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں ڈال دوں گا۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ اپنی مذہبی کتاب قرآن کو آگ میں ڈال دیں۔ جس کا مذہب سچا ہوگا اس کی کتاب بچ جائے گی اور جس کا مذہب جھوٹا ہوگا اس کی کتاب جل جائے گی۔ بس یہی میرا مناظرہ ہے۔

شاہ جیؒ نے جب یہ سنا تو ایک لمحہ کے لئے سوچ میں پڑ گئے کہ میں جس مناظرہ کے لئے تیار ہوکر آیا تھا اس موضوع پر تو اس نے بات ہی نہیں کی مگر مومن کی بصیرت کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحہ شاہ جیؒ اٹھے اور فرمایا کہ بھائیو! آپ نے اس کی بات سنی۔ اب میری بات سنئے۔ یہ اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں ڈالنے کے لئے تیار ہے مگر میں اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں نہیں ڈالوں گا۔ کیونکہ یہ اس مقدس کتاب کی توہین ہے۔ ہاں البتہ یہ پادری اپنی مذہبی کتاب کو اپنے سینے سے لگائے اور میں اپنی مذہبی کتاب قرآن مجید کو اپنے سینے سے لگا کر آگ میں کودتا ہوں اور یہ بھی آگ میں کودے۔ جس کی کتاب سچی ہوگی وہ خود بخود بچ جائے گی اور اپنے ماننے والے کو بچالے گی اور جس کی کتاب سچی نہ ہوئی وہ خود بھی جل جائے گی اور اس کا ماننے والا بھی جل جائے گا۔ شاہ جیؒ کا یہ جواب سن کر پادری کانپنے لگا۔ کیونکہ اپنی کتاب پر وہ ایسا مصالحہ چڑھا کر لایا تھا جس پر آگ اثر نہ کرے لیکن اپنے جسم پر تو اس نے مصالحہ نہیں لگایا تھا۔ اس لئے میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

یوں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح سے سرفراز فرمایا۔ بعد میں گھر آکر کسی محرم راز نے شاہ جیؒ سے پوچھ لیا کہ کیا آپ کو یقین تھا کہ آپ آگ میں نہ جلیں گے۔ فرمایا ہاں! اللہ کی قسم مجھے پورا یقین تھا کیونکہ اسی وقت میرے دل میں قرآن پاک کی یہ آیت موجزن ہوئی کہ:

”ہم نے ابراہیم پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنادیا جو خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کرسکتا ہے میرے لئے بھی کرسکتا ہے۔“

حضرت امام جعفر صادق رضؓ

تحریر: مولانا محمد خیر اللہ

حضرت امام جعفر صادقؒ کی ذات ستودہ صفات کو اہل بیت اطہار میں جو خصوصیت وامتیاز حاصل ہے وہ محتاج اعادہ نہیں ہے۔ امت مرحومہ پر آپ کے جو احسانات ہیں۔ نیز آپ کے فضائل برگزیدہ وخصائل حمیدہ وسجایائے مرضیہ اور آپ کی حیات طیبہ کے خصوصیات وملفوظات وہدایات کے لئے یہ چندہ سطور کس طرح حامل ہوسکیں گے۔ تاہم تبرکاً کچھ بالاختصار عرض کر کے سعادت اندوز ہونے کی سعی کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت داؤد طائی حضرت امام جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھے کچھ ہدایت ونصیحت فرمائی جائے۔ جواباً آپ نے فرمایا کہ آپ خود برگزیدہ زمانہ ہیں۔ آپ کو مزید نصیحت کی کیا حاجت ہے۔ داؤد طائی نے کہا۔ یاابن رسول اللہ آپ عندلیب بوستان رسالت اور سروچمنستان نبوت ہیں۔ ہمارے حق میں آپ کے پندونصائح رحمت ہیں۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا میں ڈر رہا ہوں کہ عرصہ گاہ محشر میں نانا جان علیہ السلام کہیں مجھ سے یہ نہ پوچھ بیٹھیں کہ تم نے حق فرماں برداری کہاں تک ادا کیا ہے۔ تمہاری اطاعت گزاری کا کیا حال تھا اور میں کچھ جواب نہ دے سکوں۔ پھر فرمایا خدا کے ہاں نسب سے کام نہیں بنتا۔ وہاں تو اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ داؤد طائی روتے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے خداوندا جس کی سرشت نبوت ہے اور جو صاحب برہان وحجت ہے اور جو جگر گوشہ رسول علیہ السلام اور نور نظر بتول ہے اس کا یہ حال ہے تو یہ بیچارہ داؤد کس شمار وقطار میں ہوگا۔

ایک دن دولت سرا میں رونق افروز تھے اور آپ کے کئی ایک غلام بھی خدمت اقدس میں سعادت اندوز تھے۔ غلاموں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے آؤ ہم تم باہم عہدوپیمان کرلیں کہ کل قیامت میں ہم میں سے جو نجات پاجائے وہ دوسرے کی شفاعت کرے۔ غلام دست بستہ عرض کرنے لگے۔

شفاعت تو آپ کے گھر کی ہے۔ آپ دوسروں کے محتاج کیوں ہونے لگے۔ جب آپ کے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام خود شفیع الامم ہیں تو آپ کو اس کی فکر کیوں دامن گیر ہے۔ آپ رونے لگے اور فرمایا مجھے اپنے اعمال وافعال سے شرم آتی ہے۔ نہ معلوم قیامت میں پیشگاہ نبوت پناہ میں کس حال میں پیش کیا جاؤں۔

حضرت امام اعظمؒ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے دریافت فرمایا "عقلمند" کی کیا تعریف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا عقلمند وہ ہے جو نیکی وبدی میں فرق کرے اور خیر وشر کو پہچانے۔ آپ نے فرمایا ایسا تو شاید جانور بھی کر لیتے ہیں جو انہیں مارتا ہے اور جو انہیں چمکارتا ہے وہ ان دونوں کو بآسانی پہچان جاتے ہیں۔ پھر انسان اور حیوان میں فرق ہی کیا رہا۔ امام ابو حنیفہؒ نے عرض کی کہ حضور ارشاد فرمائیں کہ عقلمند کس کو کہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا عقلمند وہ ہے جو دو خیر کے درمیان اور دو شر کے مابین تمیز کرے یعنی دو نیکیوں میں اس بات کی تمیز کرے کہ کون سی مقدم اور کونسی موخر' کونسی اہم اور کونسی غیر اہم ہے۔ کس کو پہلے اختیار کرنا ضروری اور کس پر بعد میں عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح برائیوں کی اہمیت کو جاننا اور ان میں سے پہلے جن کو چھوڑنا ضروری ہے اس کو فوراً چھوڑ دینا پھر ان کے سلسلہ میں دوسری برائیوں کو چھوڑتے جانا یہ طریقہ عقلمندی ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہو گا وہ ناسمجھی وناوانی ہے۔

کاش! مسلمان اس راز پر غور کرتے اور امام جعفر صادقؒ کی اس ہدایت پر کاربند ہوتے۔ آج ہم کو خیر وشر کا امتیاز ہی منظور نہیں ہے۔ اگر کسی خوش نصیب کو ایسی توفیق ہو ہی گئی ہے تو اس کے اختیار واحتراز کی نسبت تاخر وتقدم زبانی پر غور نہیں کیا جاتا۔ نہ فرض کی عظمت ہے' نہ واجب کا احترام' جس بندہ خدا کی طبیعت خیر پسند واقع ہوی ہے وہ بلالحاظ اس امتیاز کے کسی ایک نفل یا مستحب نیکی پر عمل کر کے جائے خود مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس نے مسلمانی کا حق ادا کر دیا۔ اس خانہ برانداز اطمینان کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ فرائض وواجبات اور سنن موکدہ کی پھر پرواہ نہیں رہتی۔ پھر توقع اصلاح اور امید فلاح کیا ہو۔ لیکن ہماری اس بے راہ روی کی خرابیاں ایسی نہ تھیں جن کو ہمارے ہادیان ملت کی بالغ نظری نے آج سے بارہ سو سال پہلے نہ محسوس فرمالیا ہو۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں خدا کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے دکھلائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے جواب لن ترانی جو موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا نہیں سنا۔ اس نے کہا وہ ملت موسوی تھی یہ تو ملت مصطفوی ہے۔ اس میں ایسا کیوں نہ ہو سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ

پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دجلہ میں اس کو ڈال دیا جائے۔ اس کی تعمیل کی گئی۔ جب وہ غوطے کھانے لگا تو چلایایا ابن رسول اللہ مجھے بچائیے۔ آپ نے دجلہ کو مخاطب کر کے فرمایا تو اسے غرق کر لے۔ غرض وہ جب تک غوطے کھاتا اور یا امام یا امام پکار تا رہا آپ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی مگر جب ایک دفعہ اس نے اپنی زندگی سے مایوس ہو کر پکار لیا اللہ تو مجھے بچا لے۔ تو آپ نے فوراً حکم دیا اب اس کو نکال لاؤ کیونکہ اب یہ فریاد رس حقیقی کی جانب میں رجوع ہو گیا ہے لوگ جب اس کو نکال کر لائے اور اس کے حواس درست ہوئے تو آپ نے پوچھا کیوں ؟ خدا کو دیکھ لیا۔ اس نے کہا جی ہاں دیکھ لیا۔ جب تک غیر خدا سے فریاد کر رہا تھا کچھ نہ دیکھا۔ لیکن جب اس کے غیر سے مایوس ہو کر اس حاجت روائے حقیقی کو پکارا تو دل کی آنکھیں روشن ہو گئیں اسی روشنی میں میں نے دیکھا جو کچھ دیکھا : " امن یجیب المضطر اذا دعاہ "

ارشاد ہوا تو جب تک صادقؒ کو پکار تا رہا تھا کاذب تھا۔ اب اس روشندان کی حفاظت کرتے رہنا۔

آپ نے فرمایا وہ گناہ جس کے اول خوف اور آخر میں توبہ ہو بندے کو خدا سے دور نہیں کرتا۔

ارشاد ہوا۔ عبادت بغیر توبہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے عبادت پر توبہ کو مقدم فرمایا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی : "التائبون العابدون .... الخ" یاد خدا وہ ہے جس میں غیر خدا کو بھول جائیں : "یختص برحمتہ من یشاء" کی تفسیر میں فرمایا وسیلے اور اسباب درمیان سے اٹھا لئے گئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ عطا بلا واسطہ ہے بالواسطہ نہیں ہے۔

ان چند سطروں سے اہل نظر و بصر اس کا کافی اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت امام صادقؒ کے ہدایات وارشادات عین صراط مستقیم ہیں۔ امت کی صلاح و فلاح کے لئے آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے ایک ایک لفظ کی تشریح ایک ایک دفتر کی محتاج ہے۔ غرض آپ کا خوان یغمائے فیض غلامان امت کے لئے بہت وسیع رہا ہے۔ آپ کے اس وسیع دستر خوان پر ہم نے کونڈوں کی بہت تلاش اور جستجو کی مگر ان روحانی پوریوں اور ربانی کھیر کے سوا میدے 'شکر اور دودھ کی کوئی چیز نہ مل سکی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا یہی پس خوردہ ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے وہ وارث انبیاء تھے اور ہماری ہدایت کے لئے پیدا کئے گئے۔ انہوں نے جو کچھ میراث و دولت چھوڑی ہے وہ یہی رشد و ہدایت کے سبق ہیں۔ خوش نصیبی یہی ہے کہ ان سے استفادہ کیا جائے۔ ان کی حقیقی تعظیم اور سچا اعزاز ان کے مبارک قول و فعل کی پیروی اور تقلید ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ رسم و رواج اگر ان دونوں میں کوئی نسبت ہو سکتی ہے تو وہ مغز و پوست سے زیادہ کی نہیں۔

خطاب ! حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

ارتداد کا مقابلہ اور اس دور میں اس کا مصداق

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد منعقدہ 7 مئی 1996ء بروز جمعرات

ضبط تحریر : ایچ ساجد اعوان

”امابعد ! فاعوذباللّٰه من الشیطٰن الرجیم ۰ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ۰ یاایھاالذین آمنو من یرتدمنکم عن دینه فسوف یاتی اللّٰه بقوم یحبھم ویحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین ۰ یجاھدون فی سبیل اللّٰه ولایخافون لومة لائم ۰ ذالك فضل اللّٰه یوتیه من یشاء واللّٰه واسع علیم ۰ سورة المائده“

پیش گوئی

یہ آیت شریفہ سورۃالمائدہ کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک پیش گوئی فرمائی ہے اور پیش گوئی ہے اس امت کے اندر فتنہ ارتداد کے ظاہر ہونے کی اور صرف پیش گوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ حق تعالیٰ شانہ نے ان مرتدین کے مقابلہ میں ایک جماعت کو لانے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

ایک پیش گوئی ہے مرتدوں کے ظاہر ہونے کی کہ اس امت میں مرتدین ظاہر ہوں گے اور دوسری پیش گوئی ہے ان مرتدین کی سرکوبی کے لئے کہ ان کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو کھڑا کرے گا اور اس کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ نے چھ صفتیں ذکر فرمائیں۔

مرتدین کا مقابلہ کرنے والی جماعت کے اوصاف

نمبرایک : ” یحبھم “اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہوں گے۔وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوں گے۔دوسری صفت یہ ذکر کی : ” ویحبونه “ کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کے محب اور عاشق ہوں گے۔ تیسری صفت یہ :” اذلة علی المومنین “مومنوں کے مقابلے میں

سرنیچا کر کے رہیں گے۔ ذلیل بن کر کے رہیں گے مومنوں کے مقابلے میں۔ چوتھی صفت: "اعزة علی الکافرین" کافروں کے مقابلے میں معزز اور سربلند ہو کر کے رہیں گے۔ ان کا سر نیچے کریں گے۔ پانچویں صفت یہ کہ: "یجاھدون فی سبیل اللّٰہ" وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ اور چھٹی صفت یہ کہ: "ولایخافون لومة لائم" وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

آخر میں فرمایا: "ذالك فضل اللّٰہ" یہ اللہ کا فضل ہے: "یوتیه من یشاء" وہ یہ فضل عطا فرمادیتا ہے جس کو چاہتا ہے: "واللّٰہ واسع علیم" اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے کہ اس کے لئے عطا کرنا مشکل نہیں اور ساتھ کے ساتھ علیم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کو کون سی چیز دی جائے۔ یہ خلاصہ ہے اس آیت کا۔

حضرت علی کی فضیلت

اب پہلے ایک بات سمجھ لیجئے۔ جنگ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

"لاعطین هذه الرایة غداً رجلا یفتح اللّٰہ علی یدیه یحب اللّٰہ ورسوله ویحبه اللّٰہ ورسوله فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللّٰہ ﷺ کلهم یرجون...... الخ۰ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳ باب مناقب علی ابن ابی طالب" کہ میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر قلعہ کو فتح کرے گا۔

صحابیؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور کل آئی تو ہر شخص گردن اونچی کر کے اپنے آپ کو نمایاں کر رہا تھا۔ اس موقع پر کہ یہ فضیلت مجھے ملے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا اور امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم میں نے امیر بننے کو کبھی پسند نہیں کیا سوائے اس دن کے۔" امیر بننا مقصود نہیں تھا بلکہ بارگاہ نبوت سے یہ جو خطاب ملا تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ اس خطاب کو حاصل کرنا مقصود تھا۔

اب صحابہ کرامؓ میں کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ تاج کس کے سر پر سجایا جائے گا۔ اور یہ تمغہ فضیلت کس کو عطا کیا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یکایک فرمایا: ''علیؓ کہاں ہیں؟'' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ اپنے ڈیرے میں ہیں۔ خیمے میں ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ آنکھیں دکھتی ہیں۔ پھولی ہوئی ہیں۔ آنکھیں بند ہیں نظر نہیں آرہا ہے۔ فرمایا ان کو بلاؤ۔ جس طرح نابینا کا ہاتھ پکڑ کر لایا جاتا ہے۔ اس طرح حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بٹھایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے لعاب مبارک آنکھوں پر لگایا اسی وقت ساری تکلیف دور ہو گئی۔ بعد میں حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم اس کے بعد آنکھوں کی تکلیف مجھے کبھی نہیں ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا جاؤ اللہ کے نام سے جہاد کرو اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مقابلہ کرو۔ حضرت علیؓ چل پڑے۔ ایک بات پوچھنے کی ضرورت پیش آگئی تو الٹے پاؤں لوٹے (منہ اس طرف ہے) اپنا رخ نہیں بدلا۔ منہ اسی طرف ہے جس طرف حضور ﷺ نے متوجہ کر دیا تھا۔ پیچھے الٹے پاؤں لوٹے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ ایک بات پوچھنا بھول گیا کہ لڑائی سے پہلے ان سے کیا کہوں؟۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان کو اسلام کی دعوت دو۔ دشمن کے مقابلے میں جا رہے ہیں لڑائی کے لئے ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو بتاؤ کہ اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں اور ان کی وہی ذمے داریاں ہوں گی جو ہماری ہیں اور اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادیں تو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

دنیا ومافیہا کی حیثیت

دنیا و مافیہا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں۔ پوری دولت تمہارے تصرف میں دے دی جائے۔ یہاں علماء نے ایک عجیب نقطہ لکھا ہے کہ جہاں جہاں احادیث میں یہ جو آیا ہے کہ یہ چیز دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ دنیا کی قیمت تو مچھر کے برابر بھی نہیں ہے۔ بہتر ہونے کا کیا مطلب ہوا؟۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس دنیا سے کسی کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ دیتے۔ تو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ دنیا تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک بے قیمت چیز ہے۔

بعض اکابر نے اس کا جواب تو یوں دیا ہے کہ دنیادار کو پوری دنیا کی دولت ملنے سے جو راحت اور مسرت ہو سکتی ہے اس مسرت سے زیادہ خوشی اور مسرت کا مقام ہے۔ ساری کی ساری دنیا معہ سازو سامان کے ایک آدمی کے حوالے کر دی جائے کہ تم جو چاہو کرو جس کو چاہو دو جس کو چاہو نہ دو۔ پوری کی پوری دنیا تمہارے قبضے میں کر دی گئی ہے۔ اگر فرض کرو کہ ایسا ہو جائے تو دنیا کا کتنا بڑا خوش قسمت انسان کہلائے گا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے اور بعض اکابر نے یہ فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ساری دنیا' دنیا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں اور تم اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دو' پوری دنیا کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دو۔ وہ تو فضیلت کی چیز ہے نا بھئی !اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت عطا کر دے۔

یہ بات میں نے درمیان میں یہ حدیث جو نقل کی ہے میں یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا نہیں دے دیا اس وقت تک کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ خطاب کس کو ملنے والا ہے اور یہ سعادت کس کے حصے میں آنے والی ہے ؟اور جب آنحضرت ﷺ نے حضرت حیدر کرارؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت علیؓ شیعوں کے نہیں ہیں وہ ہمارے ہیں۔ وہ ہمارے خلیفہ راشد ہیں: " حب علی من الایمان "علیؓ کی محبت ایمان ہے۔اور: " النظر الی وجه علی عبادة" علیؓ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ جس طرح بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ علیؓ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت علیؓ مقتدی اور اصحاب ثلاثہ امام

حضرت علیؓ کی بہت اونچی شان ہے۔ بہت اونچی شان ہے۔ان کی شان کو کون پہنچ سکتا ہے۔اور وہ ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ کے مقتدی ہیں وہ ان کے مقتداء ہیں۔ابوبکرؓ عمرؓ و عثمانؓ کے مقتداء ہیں یہ ان کے مقتدی ہیں وہ امام ہیں یہ ان کے پیچھے ہیں وہ ان کے امام ہیں یہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے جب میدان جنگ میں جاتے تھے ناں مبارزت کے لئے نکلتے تھے۔ ادھر سے کافروں کا سورما نکلتا تھا ادھر سے اسلام کا تو میدان میں مقابلہ ہوتا تھا اور دو آدمیوں کا مقابلہ ہوتا تھا۔ حضرت علیؓ اکثر یہ

شعر پڑھا کرتے تھے:

انا الذی سمتنی امی حیدرة

میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے۔ حیدر رکھا ہے' حیدر شیر کو کہتے ہیں۔ جیسے شیر کو دیکھ کر جانوروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے اس طرح مجھے دیکھ کر کافروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ تو حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں جب تک جھنڈا نہیں دیا تھا اس وقت تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ: "یحب اللہ ورسولہ...... ویحبہ اللہ ورسولہ" کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور (پھر) اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ فضیلت کس کی ہے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا۔ ہر ایک آدمی منتظر تھا جب علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دے دیا تو معلوم ہوا یہ مصداق ہیں آیت مذکورہ کا مصداق۔ جس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی: "یا ایھا الذین آمنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ" اس وقت بھی کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ فضیلت کس کے حق میں ہے۔ اور یہ سعادت کس کے حصے میں آنے والی ہے؟۔ یہ تاج کس کے سر پر سجایا جائے گا اور محبت اور محبوبیت کا تمغہ کس کو عطا کیا جائے گا؟ لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فتنہ ارتداد پھیلا۔ لوگ مرتد ہوئے اور انہی مرتدوں میں جھوٹے مدعیان نبوت بھی تھے۔ اور ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سر فہرست مسیلمہ کذاب تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کے نام خط لکھا تھا: "من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ" یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام: "اما بعد فان اللہ تعالیٰ اشرکنی فی امرك فان الارض نصف لی ونصف لك لکن قریش قوم یعتدون" بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوت میں مجھے بھی شریک کر دیا ہے۔ اس لئے آدھی زمین تمہاری آدھی میری (مل کر کھائیں گے) لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں کہ مجھے اس میں شریک نہیں کرتے۔

جواب میں آنحضرت ﷺ نے لکھا: "من محمد رسول اللہ الی مسیلمة الکذاب اما بعد فان الارض للہ یوریثھا من یشاء والعاقبة للمتقین" محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے (مسیلمہ رسول کے نام نہیں بلکہ) مسیلمہ کذاب کے نام زمین اللہ کی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔

تو مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اتنے میں رسول اللہ ﷺ

کا وصال ہو گیا یہ نجد اور یمامہ کا علاقہ پورے کا پورا مسیلمہ کذاب کے قبضے میں تھا اور ایک خاتون تھی' سجاح اس کا نام تھا اس نے بھی دعوئی نبوت کیا تھا اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ اس نے شادی کر لی تھی۔ پوچھا کہ مہر کیا دیں تو کہنے لگی دو نمازیں معاف کر دیں۔ مسیلمہ کذاب نے دو نمازیں معاف کر دیں۔ بات لمبی نہیں کرتا مختصر کرتا ہوں مجھے آگے چلنا ہے ذرا۔

مسیلمہ کے مقابلہ میں لشکر اسلام

مختصر یہ کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان اس پر گفتگو ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خلافت میں سب سے پہلے جو لشکر بھیجا گیا وہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں تھا حضرت خالد بن ولیدؓ اس لشکر کے سپہ سالار تھے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار۔ مسیلمہ کا مقابلہ ہوا بڑے بڑے قراء صحابہ کرامؓ اس جہاد میں شہید ہوئے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے بھائی حضرت زید ابن خطابؓ شہید ہوئے اور مسیلمہ کذاب نے اور اس کی قوم نے مسلمانوں کا اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ ایک دفعہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے صحابہ کرامؓ کو پھر جمع کیا' مرتب کیا اور ان پر حملہ کیا۔ حضرت سالمؓ' حضرت علیؓ' حضرت حذیفہؓ اور ایک صحابی نے کہا لوگوں کو کہ لوگو! ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ اپنے آپ کو سنگلوں سے باندھ لیا تا کہ پیچھے نہ ہٹ پائیں۔ مختصر یہ کہ ان کو بھگاتے ہوئے مسیلمہ کذاب کو اور ان کے ایک لاکھ کے لشکر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ایک باغ میں لے گئے اور مسیلمہ کذاب نے اور اس کی جماعت نے ایک بڑا باغ تھا اور اس کا دروازہ تھا (اس میں) اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا۔ محفوظ ہو گئے۔ ایک صحابیؓ نے کہا اندر سے کنڈا بند ہے' دروازہ بند ہے۔ میں تمہیں اس کی تدبیر بتا دیتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو وہ یہ ہے کہ مجھے نیزوں پر بٹھا کر کے دیوار سے پرے پھینک دو اندر پھینک دو میں کنڈا کھول دوں گا اگر انہوں نے مجھے شہید کر دیا تو کوئی بات نہیں اور اگر میں شہید ہونے سے پہلے کنڈا کھولنے میں دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا تو تم اندر داخل ہو سکتے ہو اور اگر میں شہید ہو جاؤں تو میری جگہ ایک اور آدمی کو اندر پھینک دو' ایک اور کو پھینک دو' ایک اور کو پھینک دو' یہاں تک کہ مسلمان اس قلعہ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائیں۔

صحابہ کرامؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کو (اندر قلعہ میں) پھینک دیا۔ ان کا نیزہ تلوار ان

کے ساتھ تھی ہاتھ میں۔ اس کے ساتھ لڑتے بھڑتے کافروں کے ساتھ دروازے تک پہنچ گئے اور دروازہ کھول دیا اور مسلمان یلغار کر کے اس کے اندر داخل ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حربؓ جو حضرت حمزہؓ کے قاتل تھے انہوں نے قتل کیا۔ ایک حربہ تھا ان کے پاس چھوٹا نیزہ اس طرح پھینک کر کے مارا اور اس کو ختم کر دیا۔ اور مسیلمہ کذاب کے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے۔ بارہ سو کے قریب حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

ایک صحابی کا ایمان افروز واقعہ

اس غزوہ کے واقعات بہت ہیں لیکن ایک واقعہ میں بتادیتا ہوں وہ میرے موضوع میں داخل نہیں لیکن اچھی بات ہے۔ صحابہ کرامؓ کی باتیں ان کی ایمان افروز ہوتی ہیں ان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ صحابی کا نام غالباً سہیلؓ ہے شہید ہوگئے۔ شہید ہوگئے تو ان کی زرہ یہ لوہے کا کرتہ ہوتا ہے کڑیوں والا جسے پہنا کرتے تھے لڑائی کے موقع پر ان کی زرہ کسی نے اٹھالی اور اسے اٹھا کر کجاوے کے نیچے رکھ دیا تھا اونٹ کا کجاوہ ہوتا ہے اس کے نیچے رکھ دیا۔ ایک صحابی کے خواب میں وہ شہید آئے اور کہا کہ امیر لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کو میرا یہ پیغام دے دو کہ میری زرہ فلاں آدمی نے چرالی ہے اور فلاں جگہ ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے۔ اس کے اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ کسی کو اس کا پتہ نہیں اس لئے وہ اس سے وصول کر کے میرے وارثوں کو پہنچائیں۔ اور جب تم لوگ مدینہ طیبہ واپس ہو تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو میرا سلام کہو اور کہو کہ میرے غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ یہ صحابی نے خواب بیان کیا حضرت خالد بن ولیدؓ کو بتایا اور حضرت خالد بن ولیدؓ تحقیق اور تفتیش کے لئے وہاں پہنچے ٹھیک جہاں زرہ رکھی ہوئی تھی اس کی نشان دہی کی گئی تھی کجاوہ اٹھایا نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ان کی کرامت ہے یہ خواب بالکل سچا ثابت ہوا۔

مرنے کے بعد وصیت اور اس پر عمل

یہ لشکر واپس ہوا امیر المومنین خلیفۃ الرسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں ان صحابی کا قصہ ذکر کیا گیا شہید کا اور ان کی وصیت ذکر کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے دو غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ روای کہتا ہے کہ یہ اسلام میں ایک واحد مثال ہے کہ مرنے کے بعد وصیت کی گئی اور وہ

نافذ کی گئی ورنہ ایسا نہیں ہوتا وصیت تو زندگی میں ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد تھوڑی وصیت ہوتی ہے؟۔ حضرت ابوبکرؓ نے اور ان کے بھیجے ہوئے لشکر نے ان مرتدین سے مقابلہ کیا اور اس وقت پتہ چلا کہ یہ جھنڈا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں دیا گیا تھا اور یہ جو تمغہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا: "یحبھم ویحبونہ ...... اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین ...... یجاھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومة لائم "یہ جو چھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں اس کا مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی ہیں۔

یہاں ایک نقطہ ذکر کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ کے بارے میں جو حدیث میں نے ذکر کی جنگ خیبر کے موقع پر اس میں یہ فرمایا تھا: "یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ "وہ شخص جس کو میں جھنڈا دوں گا اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جماعت کے بارے میں فرمایا: "یحبھم ویحبونہ "اللہ ان سے محبت رکھے گا وہ اللہ سے محبت رکھیں گے۔ دونوں کا فرق سمجھ میں آیا آپ کو؟۔ دونوں لفظوں کے درمیان فرق سمجھ میں آیا آپ لوگوں کو؟ نہیں آیا۔ میں سمجھاتا ہوں۔

حضرت علیؓ کے بارے میں جو فرمایا تھا وہ یہ تھا: "یحب اللہ ورسولہ "کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ نے مرتدوں کے مقابلے میں جس قوم کو لانے کا وعدہ فرمایا اس کے بارے میں فرمایا: "یحبھم ویحبونہ "اللہ کو ان سے محبت ہے اور ان کو اللہ سے محبت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں کیا صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی اللہ ہی کی محبت ہے اور جس کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو رسول اللہ ﷺ سے بھی محبت ہوگی۔ یہ لازم و ملزوم ہیں کبھی کبھی اتنا ہی کردیا جاتا ہے دونوں میں سے ایک کو ہی ذکر کردیا جاتا ہے۔

یہ تو یوں ہی ہوگیا فرق یہ ہوا کہ حضرت علیؓ کے بارے میں ان کا اللہ تعالیٰ سے اور اس کے

رسول ﷺ سے محبت رکھنا پہلے ذکر فرمایا اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے یہ بعد میں ذکر کیا: " یحب اللّٰہ ورسولہ ویحبہ اللّٰہ ورسولہ "لیکن یہاں ترتیب الٹی ہے۔ یہاں اللہ کا ان سے محبت رکھنا پہلے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے یہ محبوب الٰہی ہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں: "ویحبونہ "اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں محبّ صادق ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہونا اور ایک ہے اللہ کا محبّ ہونا۔ حضرت علیؓ کو کہا محبّ ہیں اور محبوب ہیں اور صدیق اکبرؓ محبوب ہیں۔ دونوں کے درمیان میں فرق سمجھ میں آیا؟۔

یہ تو ظاہر ہے جو اللہ کا محبّ ہوگا وہ حق تعالیٰ کا محبوب بھی ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا وہ محبّ بھی ہوگا۔ یہ دونوں باتیں لازم وملزم ہیں لیکن زہے سعادت حضرت صدیق اکبرؓ کی اور ان کے رفقاء کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت کا تمغہ پہلے دیا اور محبّیت کا تمغہ بعد میں دیا۔ محبوب پہلے نمبر پر اور محبّ بعد میں۔

عمرؓ مراد رسول ﷺ

یہ وہی بات ہے جو صحابہ کرامؓ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے ہم لوگ آئے تھے اور عمر لائے گئے ہیں۔ ہم لوگ آئے تھے اور عمر لائے گئے ہیں۔ ہم مریدین بن کر آئے تھے اور وہ مراد بن کر لائے گئے ہیں۔ تو ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبّ ہیں اور تیسری چوتھی صفت ذکر فرمائی تھی: " اذلۃ علی المؤمنین "اہل علم جانتے ہیں' دار العلوم جانتے ہیں کہ "عزیز" کا لفظ آتا ہے اوپر کے لئے: ذلیل اوپر مومنوں کے" ذلیل اوپر تو نہیں ہوتا نیچے ہوتا ہے۔ لفظوں کا ترجمہ ہے ذلیل اوپر مومنوں کے۔ مطلب یہ ہے کہ اوپر ہونے کے باوجود مومنوں کے سامنے سر جھکا کر رہیں گے ان کی تواضع کا یہ عالم ہوگا کہ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے علم وفضل کے باوجود اپنی محبوبیت اور محبت کے باوجود ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے سامنے بھی نیچا ہوکر رہیں گے اپنے آپ کو اونچا نہیں کہیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا خطبہ

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ رسول ﷺ بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا تھا اس میں فرمایا تھا لوگو!

مجھے تمہارے معاملات کا والی بنادیا گیا ہے میں تم سے اچھا نہیں ہوں۔ اللہ اکبر! میں تم سے اچھا نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تواضع

تواضع کا یہ عالم حضرت صدیق اکبرؓ کا بعض بڑی بوڑھیاں تھیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان کا پانی بھر کے دیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ جب آپ خلیفہ بنادیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارا پانی کون بھرا کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا میں بھر دیا کروں گا۔ اب بھی بھر دوں گا اور یہ تواضع اور انکساری عاجزی اور نیاز مندی اور مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو نیچا کرنا یہی سیدنا عمر فاروقؓ کا منصب تھا۔ لوگوں کو دبدبہ فاروقی یاد ہے لیکن تواضع فاروقی یاد نہیں۔ حضرت فاروق اعظم کی تواضع یاد نہیں ہے دبدبہ یاد ہے۔ طرہ یاد ہے کہ ہر وقت طرہ کندھے پر رہتا تھا اور بڑے بڑے 'بڑے بڑے تھر تھر کانپتے تھے۔ انہوں نے پہلے خطبے میں فرمایا تھا سنو! تم میں سے جو زیادہ طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں اور جو تم میں سے کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ اس کا حق ادا نہ کردوں۔

تو مومنوں کے سامنے اپنے آپ کو اتنا نیچا کرنے والے اتنا پسند کرنے والے ایسا لگتا ہے کہ کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یعنی ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا ساری زندگی میں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عثمانؓ نے اور سیدنا امیر المومنین حضرت علیؓ نے کسی مسلمان کے سامنے اپنی بڑائی کی ہو اور اپنے آپ کو بڑا ظاہر کیا ہو۔ اتنے متواضع تھے لیکن: "اعزة علی الکافرین" کافروں کے مقابلے میں عزیز' سربلند ہو کر کے رہیں گے سر نیچا نہیں کریں گے۔

حضرت رومیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ شاہ روم کا ایک قاصد آیا حضرت امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خدمت میں سفیر آیا۔ آ کے مدینے میں پوچھنے لگا کہ مسلمانوں کے خلیفے کا محل کونسا ہے: "قصر خلافت" درمیان میں کہہ دوں مجھے معاف کرنا ایک ہی فقرہ کہتا ہوں زیادہ نہیں۔

ہم لوگ یہ بھول گئے کہ ہماری شان و شوکت اس میں نہیں ہم نے محلات میں بلڈنگوں میں نمائشی چیزوں میں کافروں کی طرح شان و شوکت ڈھونڈنا شروع کردی۔ ہماری شان و شوکت ان چیزوں

میں نہیں ہے۔

کہا گیا کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کا محل کون سا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین کا کوئی محل نہیں ہوگا مسجد میں رہتے ہیں وہیں جا کر دیکھ لو۔ وہ مسجد میں گیا وہاں نہیں ملے وہاں کوئی آدمی تھا اس سے پوچھا۔ امیر المومنین کہاں ہیں۔ کہنے لگے صدقے کا اونٹ گم ہو گیا تھا اس کو تلاش کرنے کے لئے جنگل کی طرف گئے ہیں۔

ہیبت فاروقیؓ

اونٹ گم ہو گیا تھا صدقے کا اس کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے ہیں جنگل کی طرف۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اونٹ نہیں ملا دوپہر کا وقت ہو گیا تھک گئے تو ایک درخت کے سائے میں ایک پتھر سرہانے رکھا۔ سر کے نیچے رکھ کر کے سو گئے۔ سفیر بھی ڈھونڈ تاڈھونڈ تا وہاں پہنچا۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں حضرت امیر المومنین پر نظر پڑی جو اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ پاس کوئی ہتھیار نہیں، کوئی پہرے دار نہیں تھا جب ان کے پاس پہنچا نظر پڑی تو تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ سفیر کانپنے لگا۔ مولانا رومیؒ اس مقام پر فرماتے ہیں :

ہیبت حق است ایں از خلق نیست

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے بندہ مخلوق کی طرف سے نہیں۔ گودڑی پہنا ہوا فقیر جو ایک درخت کی نیچے بغیر کسی چادر کے لیٹا ہوا ہے یہ اس کی ہیبت نہیں۔ یہ ہیبت ربانی ہے۔

کافروں کے مقابلے میں ایسے سخت ایسے سربلند کہ کبھی کسی کافر کے مقابلے میں سر نیچا کرنا سیکھا ہی نہیں سر کٹ سکتا ہے جھک نہیں سکتا۔ یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی آپس میں لڑائیاں ہوئیں اس وقت کے شاہ روم کو پتہ چلا تو اس نے سوچا کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے اور یہ بہترین موقع ہے مسلمانوں سے انتقام لینے کا۔ درمیان میں ایک نکتہ یاد رکھو کفر ہم پر سیدھا وار کر کے کبھی غالب نہیں آیا جب بھی کفر نے ہم پر حملہ کیا ہے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال کر کیا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کر کے ان کو آپس میں لڑا کر کے وہ ہمارے مقابلے میں آیا ہے۔ براہ راست اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں آج بھی مسلمان متحد ہوں ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے لیکن امریکہ بہادر بھی ان پر حملہ کرے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا یہ جب بھی آتا ہے ہمیں لڑا کر کے آتا ہے۔ جیسا کہ اب

افغانستان میں مجاہدین کو (آپس میں) لڑا رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا شاہ روم کو جواب

حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ شاہ روم کے ارادے بد ہیں۔ اور ہمارے اختلافات سے فائدہ اٹھا کر کے حضرت علیؓ کے کیمپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت معاویہؓ نے اس کو خط لکھا کہ جس کو لسان العرب میں نقل کیا ہے۔ اور ہمارے مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے مقام صحابہ کرامؓ میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا کہ: "او نصرانی کتے" مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم میرے اور میرے بھائی علیؓ کے درمیان اختلاف سے فائدہ اٹھا کر کے ان پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔ تمہیں یہ یاد رہنا چاہئے کہ اگر تم نے ایسا کرنے کا سوچا تو میں اپنے ابن عم سے صلح کر لوں گا اور ان کی فوج میں شامل ہو کر کے تمہارے مقابلے میں آؤں گا اور علیؓ کی فوج کا پہلا سپاہی اس کا نام معاویہ ہوگا جو تم پر حملہ کرے گا: " اعزة علی الکافرین " کافروں کے مقابلے میں سربلند رہیں گے۔ کبھی سر نیچا نہیں کریں گے۔ مسلمان سازشیں نہیں کیا کرتے اندرونی طور پر ہمارے خفیہ منصوبے نہیں ہوتے ہم سازش کے ذریعے کبھی کامیابی حاصل نہیں کرتے۔ باطل ہمیشہ سازش کے ذریعے کامیاب ہوتا ہے مسلمان کبھی سازشیں نہیں کرتے ڈٹ کر رہتے ہیں: "یجاھدون فی سبیل اللہ " جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں۔ مجاہد ہوں گے مجاہد اور مجاہد بھی: "المجاہد فی سبیل اللہ " مجھے گستاخی کی ذرا سی اجازت دیجئے۔ آج کل تم لوگوں نے ایک نعرہ بلند کیا ہے کہ: "کار ملا فی سبیل اللہ فساد" لیکن قرآن نے کہا تھا: "فی سبیل اللہ جہاد" اگر یہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ: "یجاھدون فی سبیل اللہ " فرما رہے ہیں اگر یہ چیز نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ فساد ہے تو مجھے یہ بتاؤ پھر اصلاح کس چیز کا نام ہے۔ اپنے ایمان کی فکر کرو۔ ابھی پرسوں کی بات ہے۔ پرسوں ہی آیا تھا۔ میں صبح کے وقت خط لکھ رہا تھا ایک خط کا جواب لکھ رہا تھا کچھ الٹی سیدھی اس نے باتیں لکھیں اور اسی میں ایک یہ بات بھی لکھی کہ مجھے میرے دوستوں نے بتایا ہے کہ جب تک بڑے بڑے سرمایہ داروں سے سفارش نہیں کراؤ گے اس وقت تک تمہیں تمہارے خط کا جواب نہیں ملے گا۔ ایسے بھی سمجھ دار لوگ موجود ہیں دنیا میں۔ مجھے خط لکھتا ہے میں نے کہا کہ آپ کے دوستوں نے صحیح کہا ہے۔ میں نے جواب میں لکھا ہے آپ کے دوستوں نے صحیح لکھا ہے صحیح کہا ہے اس لئے کہ ہر آدمی اپنی ذہنی سطح پر سوچنے پر مجبور ہوتا ہے۔ وہ کیڑا جو

غلاظت کے اندر رہتا ہے اس کا زمین و آسمان وہی ہے۔ وہ اس سے زیادہ سوچ ہی نہیں سکتا۔ وہ کیڑا جو پتھر کے اندر رہتا ہے وہ نہیں سوچ سکتا کہ دنیا اور بھی زیادہ وسیع ہو سکتی ہے۔ اور تم لوگ جو بیچارے اپنی ذاتی منفعت ذاتی ضروریات یا اپنی ذاتی وجاہت مال یا جاہ یا کوئی دنیوی مفاد جو اس سے بڑھ کر سوچ ہی نہیں سکتے بیچارے۔ تمہاری سمجھ میں کیسے آسکتا ہے کہ ایک آدمی خالص اللہ کی رضا کے لئے بھی اس زمانے میں کام کر سکتا ہے تمہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ تمہاری عقل میں نہیں آسکتا میں معذور سمجھتا ہوں تم کو۔ محض رضاء الٰہی کے لئے واللہ کوئی مقصد نہیں کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے کوئی عزت کا مقصد نہیں کوئی وجاہت کا مقصد نہیں کوئی روٹی کا مقصد نہیں اللہ کا شکر ہے تم سے زیادہ مل رہی ہے اور اتنی آرام سے مل رہی ہے۔

دنیا میں جنت کا مزہ

میں ایک لطیفہ سناتا ہوں آپ کو میں بیٹھا تھا ایک ساتھی کہنے لگا کہ کیا حال ہے۔ میں نے کہا ہمارا حال کیا پوچھتے ہو کچھ اس نے لہجے سے سمجھایا کیا بات' میری بات کا مطلب نہیں سمجھا۔ اس نے سمجھا یہ بہت دکھیارا آدمی ہے بہت دکھیارا آدمی ہے۔ اور بظاہر اس کو کوئی تکلیف نظر نہ آئی مجھے کہنے لگا بڑھاپا آگیا ہے اور کیا ہے۔ میں نے کہا میرا بھائی میرا مطلب نہیں سمجھا میرا مطلب سمجھ لو اگر جنت کے اندر رہتے ہوئے کسی جنتی سے آپ پوچھیں گے کیا حال ہے تو اس کا جواب کیا ہوگا جنتی کو جنت کے اندر رہتے ہوئے آپ اس سے پوچھیں گے کیا حال ہے تو وہ یہی کہے گا کہ ہمارا کیا حال پوچھتے ہو؟۔ میں نے کہا اللہ کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں جنت کا مزہ عطا کر دیا ہے۔ مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں دنیا کی کوئی فکر ہی نہیں کوئی فاقہ نہیں ہے۔ اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ کیا حال ہے، میں تو تمہیں جنتی والا ہی جواب دے سکتا ہوں۔

تم لوگ جانتے نہیں زندگی کیا ہے؟۔ زندگی کا مزہ کیا ہے؟۔ زندگی کی حقیقت کیا ہے؟۔ تم اپنی ذہنی سطح سے اوپر سوچنے سے معذور ہو تو تم جو کہتے ہو: "کار ملا فی سبیل اللہ فساد" نعوذباللہ ثم نعوذباللہ جو کام بھی دین کے نام پر کیا جائے تم کہتے ہو یہ اغراض و مقاصد کے لئے ہے۔ ابھی آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا جاوید اقبال نے یہ ہماری عدالت کا معزز رکن رہا ہے اور اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علامہ اقبال کا نطفہ ہے۔ مجھے معاف کیجئے میں یہی لفظ استعمال کرتا ہوں اور جان بوجھ کر استعمال کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ 1953ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے تھی۔

تحریک 1953ء کے اغراض و مقاصد

1953ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ تحریک ان لوگوں نے چلائی جن کی شکل دیکھنا جنت میں داخل ہونے کی ضمانت تھی۔ جن کی شکل دیکھنے سے جنت ملتی تھی ایسے اللہ کے مخلص بندے۔ اللہ کے وہ مخلص بندے جنہوں نے اپنے نام' نمود' نمائش تمام چیزوں کا پتہ کاٹ دیا تھا۔ ان کے ہاں یہ چیزیں تھیں ہی نہیں۔ تم جانتے ہو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور اس سطح کے اکابر خدا کی قسم اگر ان کی جوتیاں سر پر رکھ لیں تو ہمیں جنت نصیب ہو جائے۔ تم کہتے ہو کہ سیاسی اغراض کے لئے تھی۔ مرزائیوں نے تمہیں لقمہ دے دیا اور تم نے ان کی بولی بولنا شروع کر دی عقل اور دماغ اللہ نے تمہیں بھی دی تھی کون سا سیاسی مقصد تھا مجھے بتاؤ تو سہی۔ میرے سوال کا جواب دو۔ سیاست کسے کہتے ہیں۔ سیاسی تجزیہ کرو سیاست جانتے بھی ہو۔ کیا ہوتی ہے؟۔ میں جانتا ہوں میں سیاسی آدمی نہیں ہوں میں تو شروع سے ملاں ہوں مسجد میں بیٹھتا ہوں باہر پنڈال میں وہ جو باغوں واغوں میں جلسے کرتے ہیں میری طبیعت نہیں چلتی مسجد میں چلتی ہے ملاں ہوں خاص خدا کے گھر میں بیٹھ کر کے بات کرنا آتی ہے مجھے۔ لیکن تم سے سیاست زیادہ جانتا ہوں تمہیں یہی معلوم نہیں کہ سیاست کس چیز کا نام ہے تم نے مفادات اور اغراض و مقاصد اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کا نام سیاست رکھ رکھا ہے۔ یہ سیاست نہیں ہے یہ قوم کو کھلونا بنانا ہے قوم کو کھلونا بناتے ہوئے کھیلتے ہوئے ان کے ساتھ بازیچہ اطفال فٹ بال بنایا ہوا ہے تم نے قوم کو۔ اس کا نام سیاست ہے؟ خیر.........

میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یجاھدون فی سبیل اللّٰہ" وہ جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں: " ولا یخافون لومۃ لائم" کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ چاہے جاوید اقبال ہو یا کوئی اور ہو' شوکت حیات ہو دولتانہ ہو' ناظم الدین ہو یا آج کے صدر جناب محمد اسحٰق خان ہوں یا جناب وزیر اعظم نواز شریف ہوں یا کوئی اور بڑا چھوٹا ہو امریکہ بہادر ہو یا ٹی ملکہ برطانیہ کی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں ہے صرف ایک ذات پر نظر ہے اور وہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کہ وہ راضی ہو جائے۔ بس مسجد میں بیٹھا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں خانہ خدا میں بیٹھا ہوں ایک پیسے کا لالچ نہیں اور ایک آدمی کو اپنے ساتھ ملانے کا لالچ نہیں تم نے سمجھا ہی نہیں جانا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے

بندے کون ہوتے ہیں۔ تم نے دیکھے ہی نہیں :

گل کو ناز ہے اپنی نزاکت پر چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

تم نے آدمی دیکھے ہی نہیں کہ آدمی کون ہوتے ہیں تم نے اس بھیڑ کو جو بازاروں میں مسجد میں پھر رہی ہے معاف کرنا یہ جو اسمبلیوں میں بیٹھتی ہے یہ جاکر کابینہ میں بیٹھتی ہے یہ جو امریکہ اور برطانیہ کے طواف کرتی ہے اس بھیڑ کو انسان سمجھ لیا ہے۔ یہ آدمی نہیں ہیں آدمیوں کی شکلیں ہیں۔ یہ بھیڑیے ہیں جو انسانوں کے لباس میں ہیں۔

تم نے آدمی نہیں دیکھے آؤ کبھی آکر کے آدمیوں کے پاس بیٹھو لیکن تمہیں اپنی اناء چھوڑ کر مسجد کی چٹائی پہ آنا ہوگا چٹائی پر بیٹھنا ہوگا پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ آدمی کون ہیں۔ اور سکون قلب کی دولت کس کے پاس سے ملتی ہے :

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

خیر بات دوسری طرف چلی گئی کہنا میں یہ چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔

جہاد کی قسمیں

سر بکف جہاد تین قسم کا ہوتا ہے یاد رکھو۔ مال کے ساتھ جہاد ہوتا ہے :" وجاهدو باموالکم وانفسکم فی سبیل الله " قرآن کریم میں بار بار آتا ہے۔ جہاد مال کے ساتھ ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ نے مالی قربانیوں کے ریکارڈ پیش کئے۔ ایسی مثالیں قائم کیں کہ کوئی ان کو دہرا نہیں سکتا۔ ان تفصیلات کو نہیں ذکر کرتا۔ زبان و قلم سے جہاد ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے۔ حدیث کے الفاظ مجھے محفوظ نہیں ہیں پورے طور پر اس لئے الفاظ پڑھنے کی گستاخی نہیں کرتا یوں فرمایا گیا ہے کہ

قیامت کے دن علماء کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی۔ علماء کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی۔ قلم اور زبان کے ساتھ جہاد کرنا باطل کے مقابلے میں اور کبھی باطل کے ساتھ مصالحت نہ کرنا اور تیر اور جو ہے ضرورت ہو تو بارگاہ الٰہی میں نذرانہ سر پیش کر دینا اور جان کی قربانی پیش کر دینا اور اللہ کا شکر ہے اللہ کے بندے تینوں قسم کے جہاد کے لئے تیار ہیں۔ اور ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے کوئی سر پھرا کہے کوئی مذہبی جنونی کہے اور کوئی سیاسی اغراض و مقاصد کا طعنہ دے کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے جس کے منہ میں جو آئے کہے: "ولا یخافون لومة لائم" کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں: "ذالك فضل الله یوتیه من یشاء" یہ اللہ کا فضل ہے دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں ہر ایک کو نہیں ملتا یہ دولت عظمیٰ ہر ایک کو تھوڑے ہی دیتے ہیں: "والله واسع علیم" اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

اس آیت کریمہ کا سب سے پہلا مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی جماعت کے حضرات تھے۔ پورے عرب میں ارتداد کی جو آگ پھیل گئی تھی اور گیارہ قسم کے قبائل مرتد ہو گئے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فراست صدیقی اور خالد اور ان کی صدیقی تلوار کے ذریعے اس ارتداد کا قلع قمع کر دیا گیا۔ دو سال کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت ﷺ سے جا کر کے ملتے ہیں تو ان کی بارگاہ میں سلام کرتے ہیں۔ دو سال کے بعد غلام اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اس طرح سرخرو ہو کر کے حاضر ہوتا ہے کہ پورا عرب اسلام کے دوبارہ زیر نگیں تھا اور صدیقی فوجیں فارس اور روم کا مقابلہ کر رہی تھیں۔ یہ پہلے مصداق تھے اور یہ چھ کی چھ صفات اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں جمع کر دی تھیں آئندہ زمانوں میں ارتداد کے فتنے ظاہر ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدے کے مطابق اپنی اس پیش گوئی کے مطابق ان مرتدین کے مقابلے میں ایک ایک قوم کو لاتا رہا۔ جن کے پیشوا اور امام حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے اور یہ ان کے پیچھے نیت باندھ کر کے کھڑے تھے۔

اس دور میں اس آیت کا مصداق

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امیر شریعت کا جلسہ تھا شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر تھی۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے یہ آیت کریمہ پڑھی اور بھرے ہوئے جلسے میں اعلان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں

کہ آج اس آیت کا مصداق عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جماعت ہے۔

اب اس سلسلے میں مجھے کچھ مزید باتیں کہنی تھیں لیکن وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے صرف ایک بات کہہ کر کے ختم کرتا ہوں ہمارے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور ہمارے مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب اور دوسرے احباب آپ کی خدمت میں تفصیلات رکھیں گے۔

زندگی کے دو میدان

ایک بات کہنا چاہتا ہوں توجہ سے سنو! زندگی کے دو میدان ہیں۔ زندگی کے دو میدان ہیں یا یوں کہو کہ آدمی اپنی زندگی میں جو محنت کرتا ہے اس کے دو میدان ہیں۔ دنیا کے لئے دنیا میں محنت کرنا پچاس سال کی عمر تھی ساٹھ سال کی عمر تھی جتنی بھی عمر تھی پوری کی پوری عمر دنیا کے لئے محنت کرتا رہے اور جب گئے تو سب کچھ یہاں چھوڑ گئے خود خالی ہاتھ گئے۔ ملازمتیں حاصل کیں عہدے حاصل کئے' منصب حاصل کئے بڑے سے بڑے اونچے سے اونچی بڑی بڑی پروازیں کیں لیکن جاتے ہوئے کوئی چیز بھی ساتھ نہیں تھی۔ دنیا کی محنت دنیا کے لئے: "قل هل انبئكم بالاخسرين اعمالا" میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارے کے عمل والے کون سے ہیں: "الذين ضل سعيهم فى الحيوٰة الدينا" وہ لوگ جن کی ساری محنت دنیا میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھتے ہیں شریف آدمی کہ ہم بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا ایک رخ یہ ہے' دنیا کی زندگی میں دنیا کے لئے محنت یہ چونکہ نقد ہے ادھار نہیں ہے اور یہ آنکھوں سے نظر آنے والی ہے کوئی غیب کی چیز نہیں اس لئے میں اور آپ اور ساری دنیا کا رخ اس طرف جا رہا ہے اور اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوسری محنت ہے اور محنت کا میدان ہے۔

دنیا میں آخرت کے لئے محنت کرنا اور آخرت میں بہت سی چیزیں ہیں لیکن سب سے بڑی چیز وہی: "يحبهم ويحبونه" والی ہے۔ یعنی اللہ راضی ہو جائے اور ہم اللہ سے راضی ہو جائیں: "رضى الله عنهم ورضو عنه" اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ اور اس محنت کے لئے اللہ نے بہت سے راستے رکھے ہیں۔

یہ جو دوسری قسم کی محنت ہے جیسے دنیا کی محنت کے لئے بہت سے راستے ہیں تجارت بھی ایک شعبہ ہے' تعلیم بھی ایک شعبہ ہے' فلاں چیز بھی ایک شعبہ ہے' فلاں چیز بھی ایک شعبہ ہے' اور ہیر دین کی

خرید و فروخت بھی ایک شعبہ ہے۔ چاہے پکڑے ہی جائیں۔ اسی طرح آخرت کی محنت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے شعبے رکھے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں اور میری بات کو یاد رکھو دین کے جس شعبے میں جو آدمی کام کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کا سپاہی ہے اور قابل احترام ہے۔ یہ معمولی سپاہی جا رہا ہے کانسٹیبل وہ چونکہ سرکاری وردی میں ہوتا ہے اگر کوئی اس وردی کی توہین کرے' اس آدمی کی توہین کرے' اس کی قیمت چاہے کتنی ہی کم کیوں نہ ہو تنخواہ چاہے کتنی ہی ہو لیکن اس وردی کی توہین ہے اور اس وردی کی توہین کرنے والا سرکاری مجرم ہے اس لئے جتنے بھی اہل ایمان دین کے کسی بھی شعبے پر کام کر رہے ہیں ان کو لائق احترام سمجھو۔ لیکن بعض میں منفعت زیادہ ہوتی ہے بعض سے بعض تجارتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں نفع زیادہ ہوتا ہے۔

قادیانیوں سے مقابلہ کا اجر و ثواب

یہ قادیانیوں سے مقابلہ کرنا قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے ان چھ انعامات کے ملنے کی سند اور ضمانت ہے۔ جو شخص چاہے سرکاری افسر ہو یا عام آدمی ہو تاجر ہو یا مزدور ہو یا وکیل ہو ملا مولوی ہو یا مسٹر ہو جو شخص بھی اس آیت کا مصداق بننا چاہتا ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی معیت میں اور ان کی اقتداء میں اس آیت کے تحت میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے اس زمانے میں کہ وہ غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کی ذریت خبیثہ کا مقابلہ کرے۔ مقابلے کی کیا کیا شکلیں ہیں اب ان شکلوں کو بھی میں پیش کرتا ہوں مگر میں انہی الفاظ پر ختم کرتا ہوں اور ان چیزوں کو اپنے دوستوں پر چھوڑتا ہوں!!!

وما علینا الا البلاغ ۔ !!!

بقیہ : ختم نبوت عظیم تحریک

امسال بھی چناب نگر میں بیس روزہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس بتاریخ 5 شعبان المعظم سے شروع ہو رہا ہے جبکہ 19 ویں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس مورخہ 12-13 اکتوبر 2000ء بروز جمعرات اور جمعۃ المبارک کو مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہو رہی ہے جس میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام' مذہبی و سیاسی قائدین' دانشور حضرات خطاب فرمائیں گے۔ قارئین کرام! سے شرکت کی درخواست ہے۔

7 ستمبر --- جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا

تحریر : محمد طاہر رزاق

یہ 7 ستمبر 1974ء ہے۔ قادیانی مسئلہ کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اسمبلی کی عمارت کو پولیس اور فوج نے گھیر رکھا ہے۔ سڑکوں پر بھی پولیس اور فوج گشت کر رہی ہے۔ ہزاروں مجاہدینِ ختمِ نبوت اسمبلی کے باہر شعلہ جوالہ بنے کھڑے ہیں۔ اُن کے کان کسی خبر کے منتظر ہیں۔ اُن کی آنکھیں کچھ تلاش کر رہی ہیں۔ سانحہ ربوہ، جہاں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر اُن کی بوگی کے دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر ہزاروں قادیانیوں نے لاٹھیوں، کلہاڑیوں، آہنی مکوں اور پتھروں سے اس بُری طرح مارا کہ وہ زخموں سے چُور اور لہولہان ہوگئے۔ طلباء کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے اور انھیں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جانوروں کی طرح گھسیٹا گیا۔ اس سفاکانہ تشدد سے کئی طلباء بے ہوش ہوگئے لیکن ظالم قادیانیوں کو ترس نہ آیا۔ ان قادیانی غنڈوں کی قیادت موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کر رہا تھا۔ ان طلباء کا قصور یہ تھا کہ جب اُن کی گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو قادیانیوں نے حسبِ معمول اپنا ارتدادی تبلیغی لٹریچر طلباء کی بوگی میں تقسیم کیا تو طلباء نے اس کے جواب میں ختمِ نبوت زندہ باد کے نعرے بلند کیے۔ قادیانیوں کے اس ظلم و بربریت پر ملت اسلامیہ تڑپ اٹھی اور قادیانیوں کے خلاف ایک زبردست تحریک اُٹھ کھڑی ہوئی۔ تحریک گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ، شہر شہر اور پھر ملک بھر میں پھیل گئی۔ عظیم الشان جلسے اور کانفرنسیں ہوئیں۔ میلوں لمبے جلوس نکلے، ملک گیر تاریخی ہڑتالیں ہوئیں۔ اب مسئلہ قومی اسمبلی میں پہنچ چکا ہے اور پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے جس کا آج آخری اجلاس ہے اور آج ہی فیصلہ بھی ہونا ہے --- ابھی تک تحریک میں تیس مسلمان جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں اور ہزاروں حوالۂ زنداں ہو چکے ہیں۔

قومی اسمبلی کا تاریخی اجلاس جاری ہے۔ مجاہدینِ ختمِ نبوت اور اکابرین تحریکِ تحفظ ختمِ نبوت اسمبلی سے نکلنے والی آواز کے منتظر ہیں۔ اسلام آباد میں شدید گرمی اور حبس ہے۔ تقریباً ساڑھے

تین بجے نیلگوں آسمان پر بادل کا ایک سفید براق ٹکڑا بڑی شان سے چلتا ہوا قومی اسمبلی کی عمارت پر سے گزرتا ہے اور وہ مجاہدینِ ختمِ نبوت پر ٹھنڈے پانی کے قطرات برساتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی موسم میں ایک خوشگوار سی مہک پھیل جاتی ہے۔ عاشقانِ رسول ﷺ پکار اٹھتے ہیں کہ فتح کی نویدِ مسرت آگئی۔ اس واقعہ کو تھوڑی ہی دیر بیتی تھی... گھڑی کی سوئیاں چار بجکر پینتیس منٹ پر پہنچی تھیں کہ اسمبلی سے نعرۂ تکبیر کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اسمبلی "تاجدارِ ختمِ نبوت... زندہ باد"--- "تاج و تخت ختمِ نبوت... زندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ چار بجکر پینتیس منٹ کے تاریخ ساز وقت پر قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا گیا۔ اسلام آباد اور راولپنڈی نعروں سے گونج اٹھے۔ دوسرے شہروں اور بیرونی ممالک میں ٹیلی فون پر اطلاعات ہونے لگیں۔ پورے پاکستان میں ایک جشن کا سماں ہوگیا۔ مساجد میں اعلان ہو رہے ہیں۔ لوگ سجدوں میں گرے ہوئے ہیں۔ مٹھائیاں تقسیم ہو رہی ہیں۔ مبارک بادیں دی جا رہی ہیں۔ محمد عربی ﷺ کے دیوانے خوشی سے رو رہے ہیں۔

مسلمانو! آج انہیں کافر قرار دے دیا گیا۔ جو قرآن و حدیث کی رُو سے پہلے ہی کافر تھے۔ آج پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھی انہیں کافر قرار دے دیا۔ ہندوستان کے غیور مسلمانوں نے آزادی کی طویل جنگ لڑکر جعلی نبوت کے موجد انگریز کو ہندوستان سے نکالا اور آج اس کی جعلی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ کر اس کی جھولی میں جا پھینکا۔ آج انہیں کافر قرار دے دیا گیا جنہیں حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے اسلام اور وطن کا غدار کہا تھا اور سب سے پہلے حضرت علامہ نے ہی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ آج انہیں کافر قرار دیا گیا جنہوں نے تاج و تخت ختمِ نبوت پر ڈاکہ زنی کی تھی، جنہوں نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا، جنہوں نے سقوط ڈھاکہ پر بھنگڑا ڈالا تھا، جنہوں نے قرآن و حدیث میں تحریف و تبدل کے طوفان اٹھائے تھے، جنہوں نے ہندوستان میں شتم رسول کی تحریکوں کو جنم دیا تھا، جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل کی فوج میں اپنے نوجوانوں کو بھرتی کرایا۔

آج مجاہدینِ ختمِ نبوت کو اس خوشی کے موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت علامہ اقبالؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، پیر جماعت علی شاہؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، علامہ ابوالحسناتؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، پروفیسر الیاس برنیؒ اور دیگر اکابرینِ تحفظ ختمِ نبوت بڑی شدت سے یاد آرہے تھے، جنہوں نے اپنی زندگیاں تحفظ ختمِ نبوت پہ نچھاور کردی تھیں۔

جن کے قلم و زبان کی تمام صلاحیتیں حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے وقف تھیں۔ آج فتح و کامرانی کے اس عظیم موقع پر وہ عظیم ہستیاں موجود تو نہیں تھیں لیکن ملت اسلامیہ کو یہ دن اُنہی کی جدوجہد اور قربانیوں کی وجہ سے نصیب ہوا۔ یہ دن انعام تھا سرورِ کائنات ﷺ کے اُن غیور غلاموں کی محنتوں کا، جو انگریزی دور میں تمام رُکاوٹوں کو توڑتے ہوئے قادیان میں ختمِ نبوت کانفرنسیں منعقد کرتے اور جھوٹی نبوت کو خائب و خاسر کرتے۔ یہ دن ثمرہ تھا، 1953ء کے اُن دس ہزار شہدائے کرام کی جانثاریوں کا، جنہوں نے وقت کے ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا اور تاجِ ختمِ نبوت کو اپنی دس ہزار جانوں کی سلامی پیش کی۔

قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں "ربوی قادیانی" اور "لاہوری قادیانی" کو کافر قرار دے دیا۔ دونوں جماعتوں کے سربراہوں "مرزا ناصر" اور "صدرالدین" کو صفائی کا بھرپور موقع دیا گیا۔ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار، علمائے کرام اور دیگر ممبران نے مرزا ناصر کی جو درگت بنائی، جو تگنی کا ناچ نچوایا، جو علمی محاسبہ کیا، جو ذہنی ورزش کرائی، وہ سادہ لوح قادیانیوں کے لیے سرمۂ چشم کشا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت نے یہ تمام رُوداد "پارلیمنٹ میں قادیانی شکست" کے نام سے شائع کر دی ہے۔ ہر قادیانی کو چاہیے کہ وہ خالی الذہن ہو کر اس کا مطالعہ کرے اور پھر سوچے کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟

پارلیمنٹ کے اس تاریخ ساز فیصلے کو قادیانیوں نے آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کے بعد انہوں نے کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو اصلی مسلمان اور مسلمانوں کو سرکاری مسلمان کہنا شروع کر دیا۔ قومی اسمبلی کے معزز اراکین، جن میں مولانا مفتی محمود ؒ، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک ؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری ؒ، مولانا ظفر احمد انصاری ؒ، محمود اعظم فاروقی ؒ، مولانا صدر الشہید، مولانا نعمت اللہ، مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ، مولانا عبدالحکیم ؒ، نواب زادہ محمد ذاکر قریشی، حاجی علی احمد تالپور ؒ، مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور احمد ایسے علماء اور دانشور شامل تھے، کے متعلق زہر افشانی کرتے ہوئے کہا کہ

"قومی اسمبلی کی ہیئت ترکیبی سراسر ناموزوں اور خلافِ ضابطہ شرع متین تھی اور اس نے آئین میں متذکرہ ترمیم کرنے میں بے اعتدالی سے کام لیا۔۔۔ غرضیکہ ایک طرف ختمِ نبوت کا اہم ترین دینی مسئلہ اور دوسری طرف تعیش پسند چھوکرے، جن کی شکلیں دیکھ کر گھن آتی ہے۔ ان کے ہاتھوں میں یہ مسئلہ دے دینا ایسا ہی تھا جیسے کسی بوڑھے بزرگ کی ڈاڑھی شریر بچوں کے ہاتھوں میں آ جائے۔ نتیجہ معلوم! پھر اس

ڈاڑھی کا جو حشر ہو سکتا ہے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔"

(ماسٹر امیر عالم قادیانی کا مقالہ بعنوان "جدید آئینی ترامیم" قادیانی جریدہ پندرہ روزہ "لاہور" 25 نومبر 1974ء)

قادیانی آج بھی ملکی قانون کو اپنے جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں اور قانون شکنی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آج بھی مرزا قادیانی ملعون کی غلیظ تصنیفات، قادیانی اخبارات، جرائد، رسائل اور دیگر لٹریچر پاکستان میں شائع ہو رہا ہے۔ اسلامی شعائر کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول، اس کی ہفوات کو وحی، اس کی خرافات کو احادیث، اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے ساتھیوں کو صحابہ، اس کے خاندان کو اہلِ بیت، اور اس کے شہر قادیان کو مکہ اور مدینہ کہا جا رہا ہے۔ 1974ء کے پارلیمنٹ کے فیصلہ کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس 1984ء بھی جاری کیا۔ لیکن قادیانی کسی قانون کو نہیں مانتے۔ آئین کی پروا نہیں کرتے۔ اس صورت میں حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ آئین اور قانون سے بغاوت کے جرم میں قادیانی جماعت پر پابندی عائد کرے۔ اس کے تمام اثاثوں کو بحق سرکار ضبط کرے۔ ان کی عبادت گاہوں کو سیل کرے اور قادیانیوں کو آئین سے بغاوت کے جرم میں حوالۂ زنداں کرے۔

یہ ملک جناب محمد عربی ﷺ کے غلاموں نے بنایا ہے۔ اس ملک کی رجسٹری آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے۔ اس لیے اس ملک میں کسی گستاخِ رسول، کسی باغی ختمِ نبوت اور کسی جھوٹے نبی کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

*

بقیہ: شورش کاشمیریؒ

لاکھوں افراد کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے ماتم کناں سمندر نے آہ و فغاں کے شور میں دنیائے خطابت کے سب سے بڑے شعلہ بیاں خطیب 'چمنستان بخاریؒ' کے اس مہکتے ہوئے پھول کو لاہور کے میانی صاحب کے تاریخی قبرستان میں خلد آشیاں کر دیا۔

مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں

تحفظ ناموس رسالت اور قادیانی

مولانا بشیر احمد قاسمی

قادیانی امت کا ترجمان ہفت روزہ لاہور اپنی یکم جولائی 2000ء جلد نمبر 49 شمارہ نمبر 27 میں لکھتا ہے:

کیا یہ عقیدہ قانون توہین رسالت کی زد میں نہیں آتا؟۔" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سماوی اور آنحضرت ﷺ کا زمین میں مدفون ہونا............الخ "کیوں نظر نہیں آتا۔

افسوس زیدی صاحب کو یہ شاید معلوم نہیں کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنی عمر بے برگ و ثمر کا طویل حصہ اسی عقیدہ کی تبلیغ و پختگی پر بسر کر چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تو قرآن سے ثابت ہے۔ اگر اس پر الحاد و تلبیس اور تاویل و تحریف کا آرا نہ چلایا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ مدیر لکھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی اپنا رمل پیدا ہوئے ہیں۔ جناب یہی تو دلیل ہے حیات رفع آسمانی کی۔ ذرا مرزا غلام احمد قادیانی کی دجل و فریب کی عینک اتاریں اور دیکھیں کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ....الخ "جس طرح اللہ نے آدم علیہ السلام کو خارق عادت پر پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔

- ....حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔
- ....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے۔
- ....آدم علیہ السلام کو آسمان سے زمین پر اتارا۔
- ....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین سے آسمان کی طرف اٹھایا۔

اگر آپ یہ ناممکن القدرۃ سمجھتے ہیں تو پھر حضرت علیؓ کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے:

وجعفر الذی یضحی ویمسی
یطیر فی الملائکه ابن امی

جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرؓ کے قاتل ہیں وہ اسی واقعہ کو یعنی حضرت عامر بن فہیرہؓ کا آسمان پر اٹھائے جانا: ”دعانی الی الاسلام حاریت من مقتل عامر بن فهیره الی السماء“ دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔(شرح الصدر امام سیوطیؒ)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر مہر لگادی: ”وماقتلوه وماصلبوه“ قائلین مصلوب ومقتول کے متعلق فرمایا: ”لفی شك منه“ اور اہل اسلام کے عقیدہ رفع آسمانی کے لئے فرمایا: ”بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیما۔“

حضور ﷺ کے دور سے لے کر آج تک سوائے مرتدین وملحدین کے وفات مسیح کا کوئی بھی قائل نہیں۔ عقل سلیم ہو تو یہ آیت بھی کافی: ”واذکففت بنی اسرائیل عنك“ اگر مدیر بے تدبیر کی ہرزہ سرائی سے اتفاق کیا جائے تو پھر صحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین، اولیاء کرام سب مجرم نظر آئیں گے۔ خدا ہٹ دھرمی کا ناس کرے کہ اس نے ایک مرزا غلام احمد قادیانی کی خاطر (جس کو اس کے مقرر کردہ معیار پر پیشگوئیوں نے کاذب ثابت کردیا) ساری امت مسلمہ کو گنہگار، مجرم ثابت کررہے ہیں۔

ہاں! توہین رسالت کی زد میں وہ آتے ہیں جو حضرت مسیح کو مردہ ثابت کرنے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نور القرآن جلد دوم ص ۱۷ طبع لاہور میں لکھتا ہے:

”بلاد شام میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ در حقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“

آگے مزید لکھتا ہے کہ ہمیں اس قبر کا پتہ دیویں جو کسی اور نبی کی کوئی قبر ہے اور اس کی عیسائی پرستش کرتے ہیں۔ ”اور یا اس بات کو قبول کریں کہ بلاد شام میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے جس کی نسبت سلطنت انگریزی کی طرف سے پچھلے دنوں میں خریداری کی بھی تجویز ہوئی تھی جس پر ہر سال بہت عیسائیوں کا ہجوم ہوتا ہے اور سجدے کئے جاتے ہیں وہ درحقیقت وہی قبر ہے جس میں حضرت مسیح

مجروح ہونے کی حالت میں داخل کئے گئے تھے۔ آگے لکھتا ہے یہ واقعہ جو حدیث کی رو سے ثابت ہے آج تک کوئی ایسا انسان مرزائی بتا سکتے ہیں جسے زخمی یا مجروح ہونے کی صورت میں قبر میں داخل کر دیا گیا ہو۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیح دشمنی تو اسی سے عیاں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجروح حالت میں داخل کر رہے ہیں اور پھر دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ حدیث سے ثابت ہے۔

آج تک جو کوئی مرزائی دنیا میں آئے اور جو اس شجر خبیثہ سے قیامت تک جنم لیں گے وہ سب مل کر اس حدیث کو دریافت کریں اور ہمیں بھی بتائیں کہ جس میں ذکر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجروح ہونے کے بعد بلاد شام کے قبرستان کی قبر میں داخل کر دیئے گئے۔

قیامت آسکتی ہے مگر مرزائی ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے دجل و تلبیس کا دوسرا روخ ملاحظہ فرمایئے کہ قبر مسیح پر بہت سا مجمع ہوتا ہے حکومت انگریزی اسے خریدنا چاہتی ہے لوگ اس پر سجدے کرتے ہیں۔ جناب سب درست مگر یہ تو فرمایئے کہ ملک شام کا ایک ہی قبرستان ہے اس شہر محلہ دیہات کا نام کوئی نہیں یہ جھوٹ کی دوسری شکل ہے۔ گویا قبر مسیح کی تلاش میں ملک شام کے تمام علاقہ کی خاک چھاننا پڑے گی اور آخر کار مایوسی کی حالت میں دار الکفر چناب نگر میں فریاد کرے گا تو آواز آئے گی قبر مسیح کشمیر میں ہے۔

زیدی صاحب آپ کے نزدیک حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ تو قانون توہین رسالت کی زد میں نظر آتا ہے مگر رسول کو اس کی والدہ کو اس کی دادیوں کو اور نانیوں کو گالیاں دینا نظر نہیں آتا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اور کسی نے اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی اور بالخصوص یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے برے کام کئے ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سا مال حرام کاری میں ضائع کیا۔" (نور القرآن جلد دوم ص ۷۵ طبع لاہور)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"عجیب تو یہ ہے کہ یہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا۔ یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں یسوع کی ایک نانی جو کہ ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب

کسبی یعنی کنجری تھی اور دوسری نانی اس کا نام ثمر ہے یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرام کار تھی ایک نانی بنت سبع کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاک دامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا۔" نعوذباللہ (نور القرآن جلد دوم ص ۷۵)

مرزا غلام احمد قادیانی خاندان مسیح کا تعارف ان الفاظ میں کراتا ہے:

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔" (انجام آتھم ضمیمہ ص ۷)

بلکہ وہ حضرت مسیح کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتا ہے:

"مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی 'نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار 'متکبر خود بین خدائی کا دعوٰی کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ ص ۲۳)

ایک اور جگہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔" نعوذباللہ (کشتی نوح ص ۶۵)

زیدی صاحب اگر آپ میں سوچنے سمجھنے اور فکر و تدبر کی صلاحیت ہے تو پھر بتایئے مقدسین پر ایسی الزام تراشی قانون توہین رسالت میں آتی ہے یا نہیں۔ اگرچہ اب آپ کا ضمیر زندہ ہونے کی پوزیشن میں نہیں مردہ ضمیر ایک دفعہ انگڑائی ضرور لیتا ہے۔ آپ کے ضمیر نے مرزا محمود احمد کے جرم و سزا 'شراب و شباب اور ذوق ضارب و مضروب کے افسانے جو حقیقت پر مبنی ہیں سن کر بیدار ہونا چاہا تو آپ نے اپنے عیاش خلیفہ کے متعلق نظم لکھی "میں کہاں آنکلا" پھر پیٹ کی مجبوریوں نے تھپیڑے مار مار کر ضمیر کو سلا دیا اور آپ نے فیصلہ کر لیا اب دار الکفر کی چاکری میں ہی عافیت ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

وہ شاخ نور جسے ظلمتوں نے سینچا ہے
اگر پھلی تو شراروں کے پھول لائے گی

نہ پھل سکی تو نئی فصل گل کے آنے تک
ضمیر ارض پر اک زہر چھوڑ جائے گی

آغا شورش کشمیریؒ

شمع آزادی کا پروانہ...... خار زار سیاست کا آبلہ پا

تحریر: صابر غفور علوی

معروف شاعر حبیب جالب مرحوم نے استعمار دشمن' عوام دوست اور غریب پرور شورش کشمیریؒ کو ان اشعار میں خراج عقیدت پیش کیا:

اک عمر لڑا ظلم سے تو بے سروساماں
پیدا کہاں آفاق میں تجھ سا جری انساں

انگریز کی اولاد سے بھی ہار نہ مانی
قائم رہی تازیست تیری شعلہ بیانی

لکھی ہوئی تاریخ میں ہے تیری کہانی
انگریز کے زندان میں کٹی تیری جوانی

مرتے ہیں کہاں مر کے بھی تجھ جیسے قلندر
تو آج بھی زندہ ہے محمدؐ کے ثناگر

زندگی کے وجود کو کائنات کے لامتناہی سلسلہ کے ساتھ جوڑنے والے لوگ قوموں کی تشکیل اور تعمیر میں بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی موجودگی کا احساس ان کے وجود کے ختم ہونے کے بعد بھی مستقل طور پر نظر آتا رہتا ہے۔ ان کی باتیں تاریخ کے ہر موڑ کی عکاسی کرتی رہتی ہیں۔ ان کا اپنا چہرہ تاریخ کا چراغ روشن کیے رکھتا ہے۔ ایسے لوگ صرف قومی اور بین الاقوامی اثاثہ ہی نہیں ہوتے بلکہ نایاب

خزانہ بھی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی فہرست میں آغا شورش کشمیریؒ کا نام بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ خطابت، صحافت اور شاعری و سیاست کے میدانوں میں اپنا لوہا منوانے والا شورش کسی جاگیر دار، وڈیرے اور سرمایہ دار کے خاندان کا چشم و چراغ نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسے قبیلے کا فرد تھا جو محنت پیہم کے بل بوتے پر زندگی کے کارواں کو زواں دواں کرنے کے قائل ہوتے ہیں۔ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو صرف یہ بات جانتے ہیں کہ:

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں جن کو زمانہ بنا گیا

14 اگست 1917ء میں جب پہلی جنگ عظیم اپنے غفران شباب پر تھی تو ہندوستان کے شہر امرتسر میں ڈار ذات سے تعلق رکھنے والے ایک غریب کشمیری گھرانے میں لڑکے کی ولادت ہوئی۔ والدین نے اس نو مولود بچے کا نام عبدالکریم رکھا۔ یہ بچہ ابھی سن بلوغت کی سات یا آٹھ بہاروں سے لطف اندوز ہوا تھا کہ موت کے بے رحم پنجوں نے اس معصوم بچے کو ماں کی آغوش شفقت سے محروم کر دیا۔ والدہ کی ناگہانی وفات کے بعد عبدالکریم کی پرورش اور تعلیم و تربیت دادی صاحبہ کے زیر نگرانی ہوئی جو کہ صوم وصلوٰۃ کی پابند انتہائی پرہیز گار عورت تھیں۔ اس خاندان نے ہجرت کر کے جب مستقل طور پر لاہور میں سکونت اختیار کی تو عبدالکریم کے والد محترم جناب نظام الدین مرحوم نے اسے انار کلی بازار میں واقع دیو سماج ہائی سکول میں داخلہ دلا دیا۔ عبدالکریم نے جو بے پناہ شرمیلا اور کم گو مزاج کا حامل طالب علم تھا اپنی پوری توجہ حصول تعلیم کی جانب مرکوز رکھ کر اساتذہ سے اپنی ذہانت و فطانت کا لوہا منوالیا۔ اسی سکول سے میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ بعد ازاں معاشی طور پر گھر کی روز بروز گرتی ہوئی صورتحال سے مجبور و بے بس ہو کر زیور تعلیم سے آراستہ ہونے کا رسیا عبدالکریم مزید تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ تو قائم نہ رکھ سکا لیکن اپنی خداداد صلاحیتوں اور وسیع تر مطالعہ کی بنا پر اس نے وہ مقام حاصل کر لیا تھا جس کے سامنے بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والے قابلیت کے لحاظ سے ہیچ نظر آتے تھے۔ عبدالکریم کے دادا جناب امیر بخش مرحوم، مولانا ظفر علی خان سے دلی عقیدت و انسیت کے باعث چونکہ مستقل طور پر اخبار ”زمیندار“ منگوایا کرتے تھے اس لئے عبدالکریم نے بھی بچپن ہی سے بڑے ذوق و شوق سے ”زمیندار“ کے باقاعدگی سے مطالعہ کرنے کو اپنی روزمرہ کی مصروفیات کا ایک حصہ بنا لیا تھا۔ جس کی وجہ سے طبیعت کا رجحان ابتدا

ہی سے شعر وادب کی طرف مائل ہوتا چلا گیا۔ شعر وادب سے اس قلبی لگاؤ نے عبدالکریم کی پوشیدہ جبلی صلاحیتوں اور خوبیوں کو اجاگر کرنا شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بہت قلیل مدت میں اس نے علمی وادبی دنیا میں شہرت ومقبولیت کا بلند مقام حاصل کر لیا اور اپنا قلمی نام "الفت" تجویز کر کے ایک نوجوان شاعر کی حیثیت سے عوام وخواص میں متعارف ہونے لگے۔

برصغیر کے ممتاز ونامور شاعر احسان دانش مرحوم نے اس نوجوان ابھرتے ہوئے شاعر کی پرجوش وہنگامہ خیز شوخ اداؤں سے متاثر ہو کر اس کا قلمی نام تبدیل کر کے "الفت" کی بجائے "شورش کاشمیری" رکھ دیا۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار الہلال نے شورش ن سیاسی طور پر ذہنی وفکری نشوونما میں اہم کردار ادا کیا اور خطیب اعظم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز اور بصیرت افروز خطابت نے اس جواں عزم اور سرفروش مجاہد کے دل ودماغ میں فرنگی سامراج کے خلاف نفرت وحقارت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ آغا شورش کاشمیریؒ کے تاریخ ولادت کی مناسبت سے ان کے مزاج میں آزادی کا عنصر اتنا زیادہ تھا کہ وہ اسیری اور پابندی کا ایک لمحہ بھی گوارہ نہ کر سکتے تھے۔ وہ سیاست' خطابت' صحافت' انشاء' طنز ومزاح' سفر نامے' تاریخ' خاکہ نگاری' اداریہ نویسی' شاعری' ادبی معرکہ آرائی' کالم نگاری' خطوط نویسی' سوانح نگاری اور بے شمار اصناف ادب پر حاوی تھے۔

آغا شورش کشمیریؒ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے 67 سال میں سے 17 سال پس دیوار زنداں گزارے ہیں۔ آغا صاحبؒ نے اپنی خطابت کا آغاز مسجد شہید گنج کے واقعہ سے کیا۔ میدان خطابت میں انتہائی مختصر عرصہ میں ان کی شہرت کا سورج نصف النہار پر آگیا۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا ظفر علی خانؒ اور نواب بہادر یار جنگ جیسے فن خطابت کے شہسواروں نے بھی ان کی خطابت اور شعلہ نوائی کا کھلے دلوں اعتراف کیا۔ یوں تو مجلس احرار اسلام کا ہر رہنما ہی بے مثال وباکمال عوامی خطیب تھا لیکن شورش کاشمیریؒ کا انداز خطابت سب سے نرالا اور منفرد تھا۔

ان کی تقریر الفاظ کی تیزی ترشی روانی ولولے اور آواز کے کڑک پن کی وجہ سے انتہائی شعلہ بار ہوتی تھی بلکہ آغا صاحبؒ کو یہ ملکہ بھی حاصل تھا کہ وہ اپنی پانچ چھ گھنٹے کی تقریر میں اس قدر روانی' جولانی اور الفاظ کی فراوانی کے ساتھ مسلسل بولتے رہتے تھے جیسے الفاظ کا گویا سیلاب تیز دھار موجوں کی صورت میں آگیا ہو۔ مفکر احرار چوہدری افضل حق مرحوم نے آغا شورش کشمیریؒ کی آتش بیانی کو اس طرح خراج

تحسین پیش کیا تھا کہ :

"ہمارا خیال تھا خطابت صرف احرار ہی کا ورثہ ہے اور ہم سے اس میدان میں کوئی آگے نہیں لیکن تم نے تو حد کر دی ہم سے بھی چار قدم اور آگے نکل گئے۔"

امام المجاہدین بطل حریت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے شورش کو بادلوں کی طرح گرجتے اور بارش کی طرح برستے دیکھا تو فرط جذبات سے جھوم کر فرمانے لگے :

"مطمئن ہوں کہ میرا بڑھاپا جوان ہو گیا ہے میں برگد کا درخت تو نہیں کہ اس کے نیچے دوسرا کوئی اور پودا اگ ہی نہیں سکتا۔ شورش میری مراد ہے۔"

احرار کے پلیٹ فارم پر آکر آغا شورش کشمیریؒ نے اپنی سحر بیانی کے طفیل نہ صرف عوامی خطیب کی حیثیت سے شہرت و مقبولیت حاصل کی بلکہ پھر وہ فرنگی حکمرانوں کی نظروں میں بھی معتوب گردانے جانے لگے۔ عزیمت واستقامت کے اس کوہ بیکراں کی آتش فشاں تقریریں فرنگی استعمار کے ایوانوں کے لئے کڑکتی بجلی بن کر گرتی تھیں جن سے ان کے محلات کی بنیادیں تک لرز جاتی تھیں۔ فرنگی سرکار نے جذبہ آزادی سے سرشار اس مرد حریت کو مرعوب کرنے کی خاطر نہایت انسانیت سوز اور سفاکانہ ہتھکنڈے استعمال کئے۔ فرنگی سرکار نے جیل کی کال کوٹھڑیوں میں مقید کر کے کاروان آزادی کے اس مجاہد کو جو ذہنی و جسمانی اذیتیں دیں ان کے تصور ہی سے دل لرز جاتا ہے اور روح کانپنے لگتی ہے۔ فرنگی حکومت نے آغا شورش کشمیریؒ کو آزادی کے ترانے گانے اور خواب غفلت میں محو غلام قوم کو بیدار کرنے سے باز رکھنے کے لئے تمام تر اوچھے حربے اور انسانیت سوز ہتھکنڈے استعمال کئے۔ شورش کو جیل کی جس تنگ و تاریک اور کال کوٹھڑی میں بند کیا جاتا تھا تو پہلے اس میں پیشاب کا چھڑکاؤ کیا جاتا تاکہ اس کے تعفن سے بلند حوصلے اور بیکراں ولولے کا پیکر شورش ذہنی طور پر مفلوج ہو کے حکومت کے خلاف اپنی باغیانہ سرگرمیوں سے باز آجائے۔ اس کے علاوہ قید فرنگ کے دورانیہ میں تحریک آزادی کے اس عظیم مجاہد کے منہ پر غلاظت کا تھیلا تک باندھا گیا مگر تمام تر ظلم و ستم سہنے کے باوجود بھی اس مرد حریت کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی۔

خالق کائنات نے آغا شورش کشمیریؒ کی ذات میں بہت سی خوبیوں اور صفات کو مجتمع کر دیا تھا۔ وہ بیک وقت شعلہ بیان مقرر، معجزرقم ادیب، قادر الکلام شاعر، کاروان سیاست کے سپہ سالار، میدان صحافت

کے بہادر شہسوار اور معرکہ ختم نبوت کی بے نیام تلوار تھے۔

آغا شورش کشمیریؒ ایک محب وطن پاکستانی تھے۔ 1965ء میں جذبہ جہاد کی بیداری کے سلسلہ میں 6 ستمبر کی صبح کا نقشہ آغا صاحبؒ نے اپنی ایک تقریر میں یوں کھینچا:

"6 ستمبر کو ابھی سپیدہ سحر نمودار ہونے میں بہت وقت باقی تھا۔ مرغیوں کی نیند بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ لاہور کے جیالے بستروں پر کروٹیں بدل رہے تھے۔ رات کے سناٹے میں تاروں کی چھاؤں میں بزدل دشمن نے اچانک لاہور پر حملہ کردیا اور خدا کی قسم دشمن کی گولہ باری سے لاہور کے درودیوار اس طرح کانپ رہے تھے جس طرح سیاہ رات میں گنہگار کا دل اور "اس بازار" کا آنچل کانپتا ہے اور لاہور کی عورتیں اپنے ہاتھ اٹھا کر اشکبار آنکھوں سے دعائیں کررہی تھیں اور ان کی پلکوں پر جھلملاتے آنسو اندھیری راتوں میں خندق کے اندر ڈٹے ہوئے مجاہدوں کو ہمت مردانہ جرات رندانہ اور نعرہ مستانہ عطا کررہے تھے۔ شہید کی ماں عظیم ہے۔ اس سے تعزیت نہ کرو۔ اسے دلاسہ نہ دو۔ اس کے آنسو نہ پونچھو۔ اس کی ہچکی نہ روکو:

کہیں صبر کی نصیحت کہیں شکر کا بہانہ
تیرے آنسوؤں کی قیمت نہ چکا سکا زمانہ

آغا شورش کشمیریؒ نے ساہیوال میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ زندہ دلان ساہیوال کی ماؤں! میں تم سے ان بچوں کو مانگنے آیا ہوں جو میدان جنگ میں دشمن کے چھکے چھڑا دیں اور کہا کہ:

اپنی اس تحریک میں ایسے اٹھاؤں گا شہید
جن کے مدفن کو زمین کربلا دینی پڑے

اتنا کروں گا میں ماؤں کی محبت کو بلند
دل کے ٹکڑوں کو شہادت کی دعا دینی پڑے

آغا شورش کشمیریؒ نے معاشرے کے ایک ایک ناسور کو شعر کے نشتر سے چاک کیا ہے۔ اس نے بادشاہوں پر قہقہے بھی لگائے ہیں اور حکمرانوں کے گریباں بھی چیرے ہیں۔ اس نے مجروح عصمتوں کی حفاظت کا علم بھی اٹھایا ہے۔ ان تمام شورشوں کے باوجود ان کی شاعری میں اور پیغام میں تخریب نہیں تعمیر

ہی تعمیر ہے۔ شعلے ہی نہیں شبنم بھی موجود ہے۔ نوحے ہی نہیں نغمے بھی ہیں۔ کانٹے ہی نہیں پھولوں کا بھی وجود ہے۔ آغا شورش کشمیریؒ نے آخری وصیت یہ کی کہ :

❁.......... میں چاہتا ہوں مرنے کے بعد مجھے وہ شخص غسل دے جس نے منبر و محراب کی عظمت کو داغدار نہ کیا ہو۔

❁.......... جو کبھی انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر ملکہ معظمہ کی حکومت کے لئے نہ لڑا ہو۔

❁.......... جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہو۔

❁.......... مجھے وہ شخص کفن پہنائے جس کی غیرت نے کبھی کفن نہ پہنا ہو۔

❁.......... مجھے وہ اشخاص کندھا دیں جو ظلم و جبر کے خلاف لڑتے رہے ہوں۔ جن کے ہاتھوں میں ظلم و جبر کی بیخ کنی کے بعد اس ملک کے مستقبل کی عنان ہو۔

❁.......... میرا قلم اس شخص کو دیا جائے جو اس کو تیشہ کوہکن بنا سکے جس کو لہو سے لکھنے کا سلیقہ آتا ہو۔

❁.......... مجھے وہاں دفن کیا جائے جہاں گورکن قبر کی مٹی نہ فروخت کرتے ہوں۔

❁.......... مجھے وہ دوست لحد میں اتاریں جو دفنانے کے بعد بھول جانے والی تاریخی اداؤں سے واقف نہ ہوں۔

❁.......... کوئی حکمران میری قبر پر فاتحہ نہ پڑھ سکے۔ میری قبر پر ایک ہی کتبہ لکھا جائے کہ :

"یہاں وہ شخص دفن ہے جس کی زندگی تمام عمر عبرتوں کا مرقع رہی ہے۔"

تحریک آزادی سے لے کر تحریک ختم نبوت تک قربانی و ایثار کا وہ کون سا نذرانہ تھا جو اس مرد مجاہد نے ملک و ملت کے لئے پیش نہ کیا ہو۔ آزادی سے قبل فرنگی سامراج اور قیام پاکستان کے بعد اسلام دشمن آمر حکمرانوں کے آغا شورش کشمیریؒ کو پابند سلاسل کرنے اور جیل میں جبر و ستم ڈھائے جاتے رہنے کے ظالمانہ و سفاکانہ اقدامات نے حریت و جرات کے اس رجل عظیم کو متعدد موذی امراض کا شکار بنا کے رکھ دیا تھا۔ مستقل علاج معالجوں کے باوجود قافلہ آزادی اور تحریک ختم نبوت کے اس سرفروش مجاہد کی صحت بحال نہ ہو سکی اور بالآخر 25 اکتوبر 1975ء کی شب کو دل کا شدید دورہ پڑنے کے باعث اپنے دور کا عظیم مرد مجاہد اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ !!!

بقیہ صفحہ: 41پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم تحریک

تحریر : مولانا محمد طیب فاروقی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی ایک مذہبی' تبلیغی' اصلاحی بین الاقوامی نمائندہ تنظیم ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل وکرم ہے کہ اس کے یوم تاسیس سے لے کر اب تک اس کی قیادت وامارت اپنے دور کے اولیاء اللہ اور مقدس لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پاکستان بننے کے بعد 1949ء میں رکھی اور آپ ہی کو دسمبر 1954ء میں امیر منتخب کیا گیا۔ آپ کے یکے بعد دیگرے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام قاطع مرزائیت حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' فاتح قادیان استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد حیاتؒ' فاتح مرزائیت شیخ الاسلام علامہ محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر وقائد رہے۔اور اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں اپنے اکابر واسلاف کی روایات کی امین بن کر ان کے ارشادات کی روشنی میں شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت میں ہر قسم کی فروعی وسیاسی مناقشات سے دور رہ کر اپنی منزل کی طرف کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ رواں دواں ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اندرون وبیرون ملک پچاس دفاتر' پندرہ دینی مدارس اور مساجد قائم ہو چکے ہیں۔ جہاں سے رد قادیانیت کا بھرپور کام جاری ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا عزم مصمم ہے کہ مرزائیت دنیا کے کسی کونے میں جائے اس کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ چنانچہ جب قادیانی جماعت کا پیشوا آنجہانی مرزا ناصر اپنے حقیقی آباؤاجداد کے پاس برطانیہ گیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ

امیر مناظر اسلام قاطع مرزائیت حضرت مولانا لال حسین اخترؒ براستہ عراق' ایران' شام' سعودی عرب' مراکش' برطانیہ کا سفر کر کے مرزا ناصر کو مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج کیا جس کے نتیجہ میں مرزا ناصر کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔

الحمدللہ! آپ کی محنت سے دوکنگ کی شاہ جہاں مسجد سے پچیس سالہ قادیانی تسلط ختم ہوا اور قادیانی امام حافظ بشیر احمد مصری نے حضرت اقدس مولانا لال حسین اخترؒ کے ہاتھ پر قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا۔ آپ نے فجی آئی لینڈ کا دورہ کیا ریڈیو سے آپ کی تقریریں نشر ہوئیں۔ سعودی عرب کی مدینہ یونیورسٹی میں خطاب فرمایا اور کئی سال تک انہیں یورپین ممالک میں قیام کیا اور ہڈرز فیلڈ میں مجلس کا دفتر قائم کیا۔

1974ء میں جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

1974ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے پوری دنیا میں قادیانیوں کا بھرپور طریقہ سے تعاقب کیا۔ عرب اور یورپین ممالک کے دورے کیے۔

اب صرف ان ممالک کے نام کا ذکر کرتا ہوں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے اکابر نے جو کہا سچ کر دکھایا۔ عراق' ایران شام' لبنان' ملائیشیا' تھائی لینڈ' برما' بنگلہ دیش' نیپال' متحدہ عرب امارات' جنوبی افریقہ' امریکہ' جرمنی' ناروے' ڈنمارک' مغربی جرمنی' پولینڈ' پرتگال' انڈونیشیا' سنگاپور' سعودی عرب' اردن' مصر ان تمام ممالک میں الحمدللہ مجلس کے وفود جا کر کانفرنسیں منعقد کر چکے ہیں۔ برمنگھم میں مسلسل پندرہ سال سے سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں ایک عظیم کتب خانہ موجود ہے اور دارالتصنیف کا بھی بہترین انتظام ہے۔ جہاں سے سینکڑوں کتب و دینی رسائل شائع ہو چکے ہیں جن کو پڑھ کر لاکھوں مسلمانوں کا صرف ایمان ہی محفوظ نہیں ہوا بلکہ لاکھوں قادیانی اور دیگر غیر مسلم بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو ترجمان "ہفت روزہ ختم نبوت کراچی" اور "ماہنامہ لولاک ملتان" بھی باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں جن میں سیرت رسول ﷺ' سیرت صحابہ کرامؓ' دینی واصلاحی مضامین کے علاوہ مرزائیت کا جدید انداز میں

تجزیہ ہوتا ہے۔فالحمدللہ علی ذالک !!!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے ہر سال لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی' انگریزی' جرمنی کے علاوہ کئی دیگر زبانوں میں چھپ کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔اس شعبہ و تصنیف کو خاص کر شہید ختم نبوت حضرت حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے بہت ہی مضبوط بنایا اور ان کی تحریرات و مضامین رسائل 'کتب رد قادیانیت پر حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ یورپین ممالک میں مسلم قادیانی مقدمات کی پیروی کرتی ہے۔کچھ عرصہ پہلے جنوبی افریقہ کی عدالت میں مقدمہ لڑا اور کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔الحمدللہ عیسائی عدالت نے قادیانیت کو اسلام سے علیحدہ مذہب قرار دے کر غیر مسلم قرار دیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے لئے منکرین ختم نبوت کا ہر طرح قانونی اور شرعی انداز سے تعاقب فرض سمجھتی ہے۔حال ہی میں گستاخ رسول گوہر شاہی ملعون اور جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب ملعون کو پاکستان کی عدالتوں سے گستاخی رسول ﷺ کے جرم میں سزائے موت دلوائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر طبقہ اور ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لئے خصوصاً وکلاء' دانشور' علماء کرام' طلبہ عظام' تاجر حضرات کے لئے خصوصی ختم نبوت تربیتی کورس منعقد کرتی ہے۔اس کے علاوہ مستقل طور پر ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ دار المبلغین کے زیراہتمام جامع مسجد ختم نبوت چناب نگر میں شعبان المعظم میں بیس روزہ عمومی کورس کرایا جاتا ہے۔امتحان بھی لیا جاتا ہے اور کامیاب حضرات کو اعزازی سند دی جاتی ہے۔اور مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان میں سہ ماہی (شوال' ذیقعدہ' ذوالحجہ) خصوصی رد قادیانیت و عیسائیت کورس فارغ التحصیل علماء کرام کو بڑی محنت کے ساتھ کرایا جاتا ہے۔جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مناظرین اور ملک بھر کے جید علماء کرام' دانشور' مذہبی سکالر اور وکلاء لیکچر دیتے ہیں جس سے ہر سال کامیاب مبلغین' مناظرین تیار ہو کر پوری دنیا میں تبلیغ اسلام عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور منکرین ختم نبوت' دشمنان اسلام کے تعاقب کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ 37: پر

یورپ میں ختم نبوت کانفرنسیں

رپورٹ : قاری محمد یوسف بیلجیم

امسال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے یورپ میں 7 بڑی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ اکتوبر 1999ء میں مولانا منظور احمد الحسینی عمرہ کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے مسجد نبوی میں روزانہ مغرب اور عشاء کے بعد یورپ سے تعلق رکھنے والے مدینہ یونیورسٹی کے طلباء سے ملاقات کا اہتمام فرمایا۔ اس دوران ان کی ملاقات اوسلو کے نوجوان مولانا ذوالقرنین سکندر سے ہوئی اور انہیں ملاقاتوں میں طے کیا گیا کہ آئندہ سال یعنی 2000ء میں یورپ میں دیگر کانفرنسوں کے علاوہ ناروے ڈنمارک میں بھی کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ چنانچہ 29 جولائی کو کوپن ہیگن اور 30 جولائی کو اسلو کے لئے تاریخیں مقرر ہوئیں۔ ان تاریخوں کے تعین کے بعد فوری طور پر 21 جولائی کو انٹورپن میں جمعہ کے بعد شام تک اور 23 جولائی کو برلن مسجد بلال میں کانفرنسوں کے کیے جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ کیونکہ بیلجیم میں جمعہ 21 جولائی کو مقامی طور پر چھٹی تھی۔ اس لئے یہ دن کانفرنس کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ اہل گلاسکو کے بار بار مطالبہ پر 23 جولائی کو گلاسکو میں بھی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا گیا۔ یورپ میں عام طور پر ہفتہ اور اتوار کی چھٹی ہونے کی وجہ سے اجتماعات رکھے جاتے ہیں اور خصوصاً جون جولائی اور اگست کے مہینوں میں اجتماعات کا سلسلہ مسلسل چلتا رہتا ہے۔ باقی مہینوں میں موسم اور وقت کے عدم توازن کی وجہ سے جلسوں کا سلسلہ کم ہی ہوتا ہے۔ مولانا منظور احمد الحسینی، جناب طہٰ قریشی اور جناب حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ نے پندرھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے لئے مئی 2000ء سے ہی جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا۔ جون کے آخر میں مولانا محمد اکرم طوفانی بھی برطانیہ تشریف لے گئے اور انہوں نے ایک ماہ تک مسلسل کانفرنس کی کامیابی کے لئے برطانیہ کے مختلف شہروں میں اجتماعات سے خطاب کیا اور مسلمانوں کو

کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ ادھر مولانا قاری مشتاق الرحمٰن اور مولانا محمد احمد نے جرمنی‘ حاجی عبدالحمید اور ملک محمد افضل نے بیلجیم‘ مولانا فاروق سلطان نے ڈنمارک اور مولانا ذوالقرنین سکندر نے ناروے میں اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ 21 جولائی کو لندن سے مولانا منظور احمد الحسینی کی قیادت میں تین رکنی وفد بیلجیم اور انٹورپن پہنچا۔ قافلے کے دوسرے احباب جناب مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور قاری محمد ہاشم تھے۔ جمعہ مولانا منظور احمد الحسینی نے اسلامک سنٹر برسلز میں پڑھایا اور وہاں احباب کو انٹورپن کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ چنانچہ وہاں قافلے کی صورت میں وفد انٹورپن پہنچا۔ انٹورپن ختم نبوت سنٹر میں جمعہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے پڑھایا۔ جمعہ کے بعد دفتر ختم نبوت اورنج سٹریٹ انٹورپن میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا آغاز جناب قاری محمد یوسف کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جناب حاجی عبدالحمید امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بیلجیم نے ختم نبوت کے کام پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ مولانا نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت اور اس سلسلے میں کانفرنسوں کے اہتمام پر تفصیلی خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطیب العصر مولانا عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے بھی خطاب کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت جناب ملک محمد افضل نائب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بیلجیم نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض بیلجیم مجلس کے جنرل سیکرٹری نے ادا کیے۔ اس کانفرنس میں فرانس‘ ہالینڈ اور بیلجیم کے شہروں سے مسلمانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دوسرے روز صبح ختم نبوت کا قافلہ 22 جولائی کو آفن باخ پہنچا۔ وہاں مولانا مشتاق الرحمٰن نے سیرت النبی کے نام پر کانفرنس کا اعلان کیا ہوا تھا۔ یہ کانفرنس مولانا منظور احمد الحسینی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا قاری مشتاق الرحمٰن‘ مولانا منظور احمد الحسینی‘ مولانا سید عبدالمجید ندیم‘ حاجی عبدالحمید‘ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور قاری محمد ہاشم نے خطاب کیا۔ 23 جولائی کو برلن میں جناب آصف مولاداد اور جناب عبدالرزاق نے جامع مسجد بلال میں دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا ہوا تھا۔ اس کانفرنس سے مولانا منظور احمد الحسینی‘ مولانا قاری مشتاق الرحمٰن‘ حاجی عبدالحمید‘ مولانا محمد احمد‘ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور قاری محمد ہاشم نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں شرکاء کی تعداد مثالی تھی۔ مستورات کے لئے پردے خاص انتظام کیا گیا تھا۔ تمام مکاتب فکر کے احباب اس کانفرنس میں شامل تھے۔

جماعتی سرگرمیاں!!!

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 16 ستمبر کو اسلامی مشن بہاول پور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے صدارت فرمائی۔ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب اور صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس کے انعقاد کا سہرا بہاول پور کی مجلس کے امیر حضرت حاجی سیف الرحمٰن اور ان کے رفقاء کے سر ہے۔ جنہوں نے اپنی شبانہ روز محنت سے کانفرنس کو کامیاب کیا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ' مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا اللہ وسایا' مولانا یار محمد عابد' اسلامی مشن کے خطیب مولانا خیر اللہ' جامعہ مدنیہ کے شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن' ناظم اعلیٰ مولانا زبیر احمد' حاصل پور کے مولانا گلزار احمد' خانقاہ شریف کے مولانا فضل الرحمٰن' عالمی مجلس بہاول نگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی کے علاوہ رحیم یار خان کے مولانا احمد بخش صاحب نے خطاب کیا۔ ملک کے معروف نعت خواں قاری محمد حنیف شاہد اور جناب مرید احمد سلیمانی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ بہاول پور مجلس کے مبلغ مولانا محمد اسحٰق ساقی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ عشاء سے رات ایک بجے تک کانفرنس جاری رہی۔ کانفرنس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں:

1......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجلاس بہاول پور کے ڈپٹی کمشنر کے دینی قوت کے ساتھ معاندانہ رویہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجلس کے زیر اہتمام قیام پاکستان سے لے کر گزشتہ سالوں تک جامع مسجد الصادق میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی چلی آرہی ہے۔ انتظامیہ نے کانفرنس پر پابندی لگا کر مسلمانان بہاول پور کی دل آزاری

کی ہے۔ یہ اجتماع صوبائی گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کا تبادلہ کرکے کانفرنس کی سابقہ روایات کے مطابق جامع مسجد الصادق میں اجازت بر قرار رکھی جائے۔

2 ...... یہ اجلاس مولانا قاضی رشید احمد کی گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا قاضی رشید احمد سے معافی مانگی جائے۔

3 ...... سرائے سدھو میں قادیانیوں کے خلاف کیس کے مدعی جناب بلال شہیدؒ کے قاتلوں کو جو کہ قادیانی ہیں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

4 ...... جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب کی سزائے موت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ اس فیصلے سے دنیا بھر میں قادیانیوں کی طرف سے پھیلائی جانے والی سازشیں دم توڑ جائیں گی کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا قانون اقلیتوں کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار ہے۔

5 ...... یہ اجلاس این جی اوز کی آڑ میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر این جی اوز کی سرگرمیوں پر پابندی عائد نہ کی گئی تو ملک میں امن وامان برقرار رکھنا حکومت کے بس میں نہ ہوگا۔

6 ...... یہ اجلاس برادر اسلامی ملک اور پاکستان کے خلاف طاغوتی طاقتوں کے معاندانہ رویہ کی مذمت کرتے ہوئے امیر المومنین ملاں محمد عمر کو مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

7 ...... شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی المناک شہادت کو چار ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ حکمرانوں کے تمام تر وعدوں کے باوجود مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے اصل قاتل گرفتار نہیں کئے جاسکے۔ یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے۔

ختم نبوت کانفرنس ہائے ڈیرہ غازی خان ڈویژن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 28 اگست کو جاگیر گبول ضلع راجن پور اسی دن بعد نماز عشاء مدرسہ مفتاح العلوم راجن پور۔ 29 اگست بعد از ظہر جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان' بعد از عشاء جامعہ مسجد شیبانی تونسہ' 30 اگست بعد از ظہر ریتڑہ' بعد از عشاء مدرسہ بحر العلوم ڈیرہ غازی خان شہر میں

ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ جن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد' بزرگ رہنما مولانا صوفی اللہ وسایا' مولانا امام الدین قریشی' مولانا اللہ وسایا' مولانا حافظ علی محمد' قاری محمد صدیق' مولانا غلام فرید' مولانا عبدالعزیز لاشاری' مولانا محمد رفیق' قاری محمد اکمل' مولانا جمال عبدالناصر' مولانا غلام اکبر اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ بحمدہ تعالیٰ تمام کانفرنسیں مثالی طور پر کامیاب ہوئیں۔ جگہ جگہ مجلس کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

مدرسہ تحسین القرآن نوشہرہ میں اجتماع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 5 ستمبر کو بعد از ظہر مدرسہ تحسین القرآن حکیم آباد نوشہرہ میں مدرسہ کے مہتمم قاری محمد عمر کی زیر صدارت اجتماع منعقد ہوا جس میں علاقہ کے علماء اور طلباء کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مولانا نورالحق نور' مولانا اللہ وسایا کا ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

معروف دینی درس گاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کی اجازت سے 5 ستمبر کو بعد از عصر اجتماع منعقد ہوا۔ جامعہ کے استاذ مولانا محمد یوسف شاہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا کا ختم نبوت کی اہمیت اور علماء کرام کی ذمہ داریوں پر بیان ہوا۔ بعد میں مجلس کے وفد نے جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا شیر علی کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت موصوف نے وفد کو اپنی دعاؤں سے نوازا اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس نوشہرہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 5 ستمبر بعد از عشا جامع مسجد نوشہرہ صدر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالقیوم نے صدارت فرمائی۔ مولانا قاضی عبدالرحمٰن' مولانا مفتی عبدالقیوم' مولانا نورالحق نور' مولانا اللہ وسایا' قاری محمد اسلم' قاری محمد اکمل کے علاوہ دوسرے علماء نے خطاب فرمایا۔

مردان میں ختم نبوت کانفرنس

6 ستمبر کو عصر کے بعد جامع مسجد مردان میں عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ جمعیت علماء اسلام مردان' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان و پشاور' تمام دینی مدارس کے اساتذہ و شیوخ حدیث غرض پوری دینی قیادت نے کانفرنس میں شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس کوہاٹ

7 ستمبر کو ظہر کے بعد جامع مسجد مرکزی مین بازار کوہاٹ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام' سپاہ صحابہ' حرکت المجاہدین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام تر دینی قیادت جمع تھی۔ علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ بعد ازاں مین بازار کوہاٹ میں دفتر ختم نبوت کا امیر مرکزیہ نے افتتاح فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس پشاور

7 ستمبر بعد از عشاء قصہ خوانی بازار پشاور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ تلاوت قرآن قاری فیاض الرحمن نے فرمائی۔ مولانا نور الحق نور سٹیج سیکرٹری تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا کے علاوہ دوسرے حضرات نے خطاب فرمایا۔

رد قادیانیت کورس راولپنڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم تا 3 ستمبر کورد قادیانیت کورس راولپنڈی دفتر میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا لیکن طلباء' علماء اور عوام کی اتنی کثیر تعداد میں شرکت کے باعث یہ کورس جامع مسجد امیر معاویہ میں منعقد کرنا پڑا۔ تینوں دن سینکڑوں حاضرین سے مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے مختلف عنوانات پر ایمان پرور لیکچر دیے۔ کورس سے عوام میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی۔ دریں اثناء شیخ القرآن مولانا غلام اللہ مرحوم کے مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار میں ظہر سے عصر تک مولانا خدا بخش

نے جامعہ کے طلباء سے خطاب کیا۔ مولانا کے اسلام آباد کی مختلف مساجد میں بھی بیانات ہوئے۔ علماء سے ملاقاتوں کے علاوہ دفتر اسلام آباد میں علماء اور طلباء نے مولانا سے مختلف اوقات میں استفادہ کیا۔ کورس' بیانات اور دروس کو کامیاب بنانے کے لئے مبلغ ختم نبوت مولانا مفتی محمود الحسن' آزاد کشمیر کے مبلغ مولانا خالد میر' مولانا فقیر اللہ اختر' مفتی محمد رضوان خطیب جامع مسجد معاویہ' مولانا اشرف علی نے خصوصی محنت کی۔ یوں ہفتہ بھر راولپنڈی اور اسلام آباد کا ماحول عقیدہ ختم نبوت کی صداؤں سے گونجتا رہا۔

گجرات اور منڈی بہاؤالدین میں ختم نبوت کے اجتماعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت گجرات میں اور جامع مسجد نور الہدا منڈی بہاؤالدین میں ختم نبوت کے اجتماعات منعقد ہوئے۔ جس میں اس علاقہ کی ایک بہت بڑی عوام کی تعداد نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا ارشاد اللہ صدیقی کے علاوہ مولانا اللہ وسایا نے ان اجتماعات سے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس ڈاور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ڈاور نزد چناب نگر میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا اللہ یار ارشد کے علاوہ اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔ علماء کرام نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ وہ دن دور نہیں جب پوری دنیا سے قادیانیت کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ آخر میں مولانا عبدالواحد مخدوم کی مغفرت اور ترقی درجات کے لئے دعاخیر کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس شادی پلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شادی پلی کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا خان محمد کندھانی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ اور مولانا محمد انور نے خطاب کیا۔

حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں کانوٹس لے

قادیانی غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر ملک عزیز کے امن کو تہہ وبالا کرنے کے درپے ہیں۔ این

’جی‘اوز میں گھسے ہوئے قادیانی موجودہ حکومت کو ناکام کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حکومت ان شرپسند عناصر کی سرگرمیوں پر فوری قدغن لگائے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ نے سرائے سدھو کے بلال شہیدؒ کے ایصال ثواب کے لئے منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت سرائے سدھو میں بلال شہیدؒ کو رات میں سوتے میں قتل کیا۔ قادیانی گرفتار ہوئے اور انہوں نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ اسی طرح کبیر والا میں قادیانیوں نے ایک مسلمان نوجوان کی مار پیٹ کی۔ بالمقابل الکرم ہیکری Y بلاک نیو ملتان کے قریب عبدالجبار قادیانی اور غلام نبی قادیانی کی شب و روز اشتعال انگیز سرگرمیوں کے باعث حالات ابتر ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انتظامیہ میں جہاں کہیں قادیانی سرکاری ملازمین ہیں ان کے اشارہ پر این‘جی‘اوز کے پروگرام کے مطابق تمام قادیانی اشتعال انگیز سرگرمیوں سے موجودہ حکومت کو ناکام کرنا چاہتے ہیں۔ بلال شہید کیس میں ایک قادیانی سے اعتراف کرا کر باقی قادیانیوں کو ریلیف دینے کی سازش ہو رہی ہے۔ حالانکہ ملزم اشفاق قادیانی اس کا والد‘ ماموں سب قتل کی اس سازش میں واقدام قتل میں برابر کے شریک ہیں۔ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر مملکت اور حکومت قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر نظر رکھے۔ ملزمان کو قرار واقعی سزا دے تاکہ قادیانی فتنہ وفساد کی آگ نہ بھڑکا سکیں۔ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے ملک بھر کے مجاہدین ختم نبوت سے اپیل کی کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے حکومت وعوام کو باخبر رکھیں تاکہ این‘جی‘اوز‘ کا یہ منصوبہ ناکام ہو۔

عمرکوٹ، قادیانی سازش ناکام

عمرکوٹ سندھ کے شفیع محمد راہموں نامی شخص کو قادیانیوں نے دھوکہ میں رکھ کر سازش سے بیعت فارم پر کروایا جس کا علم پیر محمد ابراہیم‘ مولانا عبدالرحمٰن‘ مولانا نور محمد‘ کو ہوا تو انہوں نے شفیع محمد راہموں کو قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔ جس سے شفیع محمد دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ بیعت فارم پر کروانے کے جرم میں قادیانیوں کو جیل ہوئی۔ قادیانیوں کی اس سازش کا علم ہونے کی وجہ سے علاقہ بھر میں تحفظ ختم نبوت کا جذبہ پیدا ہوا اور قادیانیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کرنے کا عزم کیا گیا۔

مسافران آخرت

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کو صدمہ

جامعہ نصرت العلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے صاحبزادے مولانا قاری عبدالماجد کا گذشتہ دنوں انتقال ہوگیا۔اس کے کچھ ہی عرصہ بعد مرحوم کے جواں سال صاحبزادے محمد اکمل بھی کار کے حادثے میں جاں بحق ہوگئے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام اکابرین ودکارکن اس صدمہ میں حضرت شیخ الحدیث 'مولانا زاہد الراشدی' مولانا عبدالحق خان' مولانا عبدالقدوس کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ حق تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض علی شاہ کا انتقال

دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا فیض علی شاہ صاحبؒ 10 ستمبر کو مانسہرہ میں انتقال کر گئے۔ جامعہ اسلامیہ کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا مرحوم قابل ترین اساتذہ میں سے تھے۔دارالعلوم دیوبند' دارالعلوم کبیر والہ' جامعہ فاروقیہ کراچی' دارالعلوم فیصل آباد اور دیگر کئی جامعات میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔گذشتہ دو عشروں سے برطانیہ میں مقیم تھے۔بیماری کے باعث اپنے وطن مانسہرہ تشریف لائے۔وقت موعود آن پہنچا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ مولانا مرحوم کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

مولانا محمد باقر جامی اور مولانا قاری عبداللطیف کا سانحہ ارتحال

بہاول پور کے معروف عالم دین بزرگ رہنما مشہور زمانہ بہاول پور قادیانی مسلم مقدمہ کے ہیرو مولانا محمد صادق بہاول پوری کے خاندان کے چشم وچراغ مولانا محمد باقر جامی اور مولانا قاری عبداللطیف ساکن کہروڑپکا جوکہ تنظیم اہل سنت سے وابستہ تھے۔گذشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ حق تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائیں۔ادارہ لولاک مرحومین کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال...... رحمت دو عالم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت ثویبہؓ کو آزادی کس طرح ملی۔

جواب...... حضرت ثویبہؓ آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی تھی جب ابولہب کو آپ کی ولادت باسعادت خوشخبری سنائی تو ثویبہؓ کو ابولہب نے آزاد کر دیا۔

سوال...... حضرت ثویبہؓ کی وجہ سے رحمت دو عالم ﷺ کے کتنے رضاعی بھائی ہیں۔

جواب...... تین آپ کے چچا حضرت حمزہؓ۔ حضرت ابو سلمہؓ حضرت ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے۔ حضرت ثویبہؓ کے حقیقی بیٹے مسروح۔

سوال...... حضرت محمد ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت ثویبہ مسلمان ہوئی تھیں۔

جواب...... حضرت ثویبہؓ کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے۔ حافظ ابو منذر نے صحابیات میں شمار کیا اور ابن اسحٰق نے وثوق کے ساتھ صحابیہ کہا ہے۔

سوال...... رحمت دو عالم ﷺ کو جب حضرت حلیمہ کے حوالہ کیا تو کیا فرمایا تھا۔

جواب...... اس لڑکے کو اللہ کے حوالے کر کے دعا گو ہوں کہ اس ولد مسعود کو ہر مکروہ امر سے دور رکھے' وہ مرد صالح ہو کر امر حلال کا حامل ہو' ہر مملوک کی مدد کرے اور ہر محروم آدمی کا سہارا ہو۔

سوال...... رحمت دو عالم ﷺ کی مہر نبوت کہاں تھی۔ کب لگائی گئی اور اس پر کیا لکھا ہوا تھا۔

جواب...... حضور ﷺ کے دوشانوں کے درمیان راجح قول کے مطابق ابتدائے ولادت راسی علامت کی وجہ سے علمائے بنی اسرائیل آپ کو جانتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

سوال...... حضور ﷺ کی مہر نبوت کی شکل کیا تھی بعد وفات مہر نبوت باقی رہی یا ختم ہو گئی تھی۔

جواب...... صحیح مسلم اور شمائل ترمذی میں جابر بن سمرہؓ کی روایت ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح سرخ گوشت کا ٹکڑا تھا۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ وفات کے بعد مہر نبوت ختم ہو گئی تھی۔ تب مجھے آپ کی وفات کا یقین ہوا۔

خاتم النبیین

فارسی متن : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

مقدمہ : محدث کبیر مولانا محمد یوسف بنوریؒ

اردو ترجمہ : شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی زندگی کی آخری تصنیف جس کا مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اردو میں ترجمہ کیا۔

متن و ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

حصہ اول : نبوت اور منصب نبوت' ختم نبوت' خاتم النبیین' تفسیر آیت خاتم النبیین' ختم نبوت اور حدیث نبوی' اجماع امت اور ختم نبوت' ختم نبوت اور صوفیائے کرام' عیسیٰ علیہ السلام۔

حصہ دوم : تلبیسات مرزا' کفریات مرزا' دعاوی مرزا' تناقضات مرزا' عقائد مرزا' عجائبات مرزا' سیرت مرزا' الہامات مرزا۔

مندرجہ بالا عنوانات سے کتاب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ مدت سے نایاب تھی۔ اہل علم کی خواہش پر دوبارہ شائع ہوئی ہے۔

صفحات 320 'کتابت' طباعت' کاغذ' جلد انتہائی عمدہ اعلیٰ اور خوبصورت و دیدہ زیب ہے۔ تمام تر خوبیوں کے باوجود قیمت صرف =/60 روپے ہے۔ پیشگی منی آرڈر ضروری ہے۔ وی پی نہ ہوگی۔ پڑھئے تاکہ اکابر کے علوم اور مسئلہ کی اہمیت سے آپ روشناس ہوں۔

ملنے کا پتہ:

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان فون : 514122

خان محمد صاحب دامت برکاتہم
شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم
ردِ قادیانیت کورس
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة
دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان
061/514122
04524/212611

Monthly ***Laulak*** Multan Regd. No. M-108

اسلام زندہ باد

ختم نبوۃ زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیﷺ
لا نبی بعدی

12-13 اکتوبر سنہ 2000ء

۱۳-۱۴ رجب ۱۴۲۱ھ

بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

۱۹ واں سالانہ دو روزہ عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

زیر صدارت

مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

عنوانات

توحید باری تعالیٰ — سیرت خاتم الانبیاءﷺ — مسئلہ ختم نبوۃ

حیات عیسیٰ علیہ السلام — عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ — اتحاد امت

ردّ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ: سالانہ ردّ قادیانیت و عیسائیت کورس برائے ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبر: ملتان 061/514122 — چناب نگر 04524/212611